جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

القران الحکیم ۱۲:۶۵
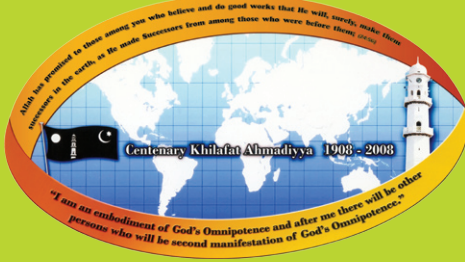
# النور

فتح ۱۳۸۷ھش - صلح ۱۳۸۸ھش
دسمبر ۲۰۰۸ء - جنوری ۲۰۰۹ء

Masjid Mubarak, Baitus Salaam in Saint Prix, France

Al-Mahdi Mosque, Bradford, UK

Khilafat Day Celebration - Baitus Samee, Houston, Texas

Interfaith Symposium - St. Paul, MN Jama'at

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ (2:258)

# النـــور

**دسمبر 2008 تا جنوری 2009**

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیّتی اور ادبی مجلّہ

## فہرس





لکھنے کا پتہ:
**Editors Ahmadiyya Gazette**
**15000 Good Hope Road**
**Silver Spring, MD 20905**
*karimzirvi@yahoo.com*

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَسُوْلًا
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ
(النحل : 37)

اور یقیناً ہم نے ہر اُمّت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور بتوں سے اجتناب کرو۔

{700 احکامِ خُداوندی صفحہ 52}

# قرآن کریم

تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ نَجْعَلُھَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَافَسَادًا ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ O

(القصص: 84)

یہ آخرت کا گھر ہے جسے ہم ان لوگوں کیلئے بناتے ہیں جو زمین میں نہ (اپنی) بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد۔ اور انجام متقیوں ہی کا ہے۔

تفسیر بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ :

قرآن کریم کے عجائبات میں سے ایک بات یہ ہے کہ ابتداءِ خلق کا کوئی وقت نہیں بتایا۔ کیونکہ خالقِ کون و مکاں کی ذات کی ابدیت اور ازلیت کے سامنے سنکھ در سنکھ کو آپس میں ضرب دیتے چلے جائیں تو بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر جب سے تاریخ قوموں کا ذکر کرتی ہے۔ یہ بات کہیں سے نہ ملے گی کہ راست بازوں کی جماعت ہلاک ہوئی۔ بلکہ یہی دیکھتے ہیں ان کے مخالف تباہ و برباد ہوتے رہے آج نمرود، فرعون وغیرہ کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد دنیا کے تمام حصوں میں پائی جاتی ہے۔ اور حکمران ہے۔ امام حسینؓ کے دشمن یزید کی اولاد کا پتہ اسلامی ممالک میں نہیں ملتا مگر امام حسینؓ سے تعلق رکھنے والے انکی تعظیم کرنے والے موجود ہیں۔۔۔

بوعلیؒ سینا کے ایک شاگرد نے کہا استاد آپ نبوت کا دعویٰ کرو۔ اس وقت تو آپ خاموش رہے۔ بعد ازاں ایک موقعہ پر جبکہ ہوا تیز و سرد تھی اور پانی یخ بستہ۔ اس نے شاگرد کو حکم دیا کہ کپڑے اتار کر اس میں کود پڑو۔ اس نے استعجاب کی نظر سے دیکھا۔ بوعلیؒ سینا نے پوچھا کیوں؟ کہا آپ کو جنون تو نہیں ہوگیا؟ اس پر حکیم بولا نادان تیرے جیسے فرماں برداروں کی اُمید پر نبوت کروں؟ دیکھ ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو تھے کہ خون بہادئے۔ اور گھمسان کی جنگوں میں جہاں موت سامنے دکھائی دیتی۔ سر کٹوانے کا حکم دیا اور انہوں نے چُوں تک نہ کی۔ اور ایک تُو ہے کہ جانتا ہے کہ میں طبیب ہوں پھر سردی سے ڈرتا ہے! صحابہؓ کی مرہم پٹّی کا بھی تسلی بخش انتظام نہ تھا۔ بوعلیؒ سینا نے دلیلِ نبوت دی کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایک فرماں بردار جماعت کر دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار قادیان 11-18 اگست 1910، حقائق الفرقان جلد سوم صفحات 325-327)

# ۔۔۔۔احادیثِ مبارکہ۔۔۔۔

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مِحْصَنِ الْاَنْصَارِيّ الْخَطَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمْ اٰمِنًا فِيْ سِرْبِهٖ مُعَافًى فِيْ جَسَدِهٖ عِنْدَهٗ قُوْتُ يَوْمِهٖ فَكَاَنَّمَا حِيْزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَا فِيْرِهَا۔

(ترمذی کتاب الزھد باب فی الزھاد فی الدنیا)

حضرت عبیداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دِلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِيْ الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ: اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّيْ فَقَالَ: خُذْهُ اِذَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ فَاِنْ شِئْتَ كُلْهُ وَاِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا لَافَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ۔ قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُاللهِ لَا يَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا وَلَا يَرُدُّ شَيْئًا اُعْطِيَهٗ۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ مجھے کچھ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا۔ حضور! یہ کسی ایسے شخص کو عطا فرماویں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ اس پر آپؐ فرماتے جو مال حرص طمع اور آرزو کے بغیر تجھے ملے وہ لے لینا چاہیئے اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے ۔ یہ لے لو اور محفوظ رکھو، پھر چاہو تو استعمال میں لاؤ اور چاہو تو صدقہ کر دو۔ جو تجھ کو نہیں ملتا۔ اس کے پیچھے مت بھاگو اور جو ملتا ہے اس کے لینے سے بلا وجہ انکار نہ کرو۔

☆......☆......☆......☆......☆

# ۔۔۔۔ارشاداتِ عالیہ۔۔۔۔

# سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(عربی کتاب کے متن کا حضور علیہ السلام کا پیش کردہ اُردو ترجمہ)

اُس خدا کو تمام تعریف ہے جس نے مجھے نشانوں کا جائے ظہور بنایا۔ اور سرورِ کائنات کا ظلّ مجھے ٹھہرادیا اور میرے نام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشابہ بنادیا۔ اس طرح پر کہ اپنی نعمتوں کو میرے پر پورا کیا تا میں اس کی بہت تعریف کر کے احمد کے نام کا مصداق بنوں اور میرے سبب سے لوگوں کے ایمان کو تازہ کیا۔ تا وہ میری بہت تعریف کریں اور میں محمد کے نام کا مصداق بنوں۔ پس میں احمد ہوں اور مَیں محمد ہوں جیسا کہ روایات میں آیا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ناموں کی حقیقت عطا فرمائی گئی ہے جیسا کہ آئینہ میں صورتوں کا انعکاس ہو جاتا ہے پس ہم اس نبی اُمّی پر درود اَور سلام بھیجتے ہیں جس کے انوار نیک مردوں اور نیک عورتوں میں چمکتے ہیں۔ اور اُس کے نام کے ساتھ برکتوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور اُسکے نور کے ساتھ کافروں پر خدا کی حُجت پوری ہوتی ہے اور درود اور سلام اُسکی آل پر جو پاک مرد اور پاک عورتیں ہیں۔ اور اُسکے اصحاب پر جو خدا کے پیارے بندے اور پیاری کنیزکیں ہیں۔ اور ایسا ہی تمام نیک مردوں پر بعد اس کے طالبو اور اچھے لوگو جو رُشد کو ڈھونڈنے والے ہو تمہیں معلوم ہو کہ خدا نے میری حجت کو دشمنوں پر پورا کر دیا۔ اور میرے لئے اُس نے نشان دکھلائے اور میرے پر اپنی بخشش کو کامل کیا۔ اور تم نے دیکھا کہ کیونکر آسمان سے نشان اترے۔ اور کیونکر طالبوں کیلئے دروازے کھولے گئے۔ پھر وہ بخل کرتے ہیں وہ لعنت کرتے ہوئے انکار ظاہر کرتے ہیں اور دین کو بھی چھوڑتے ہیں اور دیانت کو بھی۔ انہوں نے ظلم کی تلوار ناحق کھینچ رکھی ہے۔ اور گالی اور زیادہ گوئی کی خنجر ان کے ہاتھ میں برہنہ ہے۔ اور باز نہیں آتے۔ وہ مجھے دُکھ دیتے ہیں اور دُشنام دہی کرتے ہیں اور مجھے کافر ٹھہراتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ کیوں ٹھہراتے ہیں کیا وہ اُس آدمی کو کافر کہتے ہیں جو مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ گمراہی اور بے راہی کے طریقوں پر اصرار کرتے ہیں۔ پس کہاں ہے خوفِ خُدا اور دلوں کی پرہیزگاری؟ اور کہاں ہیں صلحاء کی خصلتیں؟ کیا ان کے پاس نشان نہیں آئے؟ کیا کھلے کھلے خوارق ظاہر نہیں ہوئے؟ کیا حق نہیں کھل گیا؟ اور شبہات نہیں مٹ گئے؟ کیا انہوں نے باہم عہد کر لیا ہے کہ حق کی طرف رجوع نہیں کریں گے؟ یا باہم قسمیں کھالی ہیں کہ تکذیب اور توہین پر اصرار کرتے رہیں گے؟ کیا مجھے گالی اور کافر کہنے کے ساتھ ڈراتے ہیں؟ اور تدبیروں اور حیلوں سے میرے پر گردشوں کی اُمّید رکھتے ہیں؟ خدا تعالیٰ خیانت کرنے والوں کے مکر کو خُوب جانتا ہے وہ میرے دل کی باتوں اور ان کے دل کی باتوں کو جانتا ہے اور مفسدوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور میں اس کے نزدیک بامرتبہ اور امین ہوں۔ اور مجھ میں اور اسمیں ایک بھید ہے جو اُس کو بغیر میرے خدا کے کوئی نہیں جانتا پس حد سے بڑھنے والوں پر واویلا ہو۔ کیا دشمن یہ جانتے ہیں کہ دشمنی کرنا اُن کے لئے بہتر ہے؟ نہیں! بلکہ بد ہے اگر وہ سوچیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی عمارت کو وہ مسمار کر دیں گے؟ یا اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ وہ تو آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں۔

(روحانی خزائن ، جلد 12 حجۃ اللہ صفحات 165-167)

☆......☆......☆......☆......☆

# ۔۔۔۔کلام امام الزمان۔۔۔۔

## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(یہ اشعار مولوی محمد حسین بٹالوی کو مخاطب کر کے لکھے گئے ۔ حضور علیہ السلام نے خود ہی ان کا اُردو ترجمہ فرمایا)

تب ایھا الغالی و تاتی ساعۃ
اے غلو کرنے والے توبہ کر کیونکہ وہ وقت آتا ہے

تمشی تعض یمینک الشلّاء
کہ تو اپنے خشک ہاتھ کو کاٹے گا

تاتیک ایاتی فتعرف وجھھا
میرے نشان تیرے تک پہنچیں گے پس تو انہیں شناخت کرے گا

فاصبر ولا تترک طریق حیاء
پس صبر کر اور حیا کا طریق مت چھوڑ

انی الشرّ الناس ان لم یاتنی
مَیں تمام مخلوقات میں سے بدتر ہوں گا

نصر من الرحمٰن للاعلاء
اگر خُدا کی مدد مجھ کو میرے بلند کرنے کیلئے نہ پہنچے

ھل تطمع الدنیا مذلۃ صادق
کیا دُنیا اُمید رکھتی ہے کہ صادق ذلیل ہو جائے گا

ھیھات ذاک تخیل السفھاء
یہ کہاں ممکن ہے بلکہ یہ تو سادہ لوحوں کا خیال ہے

من ذالذی یخزی عزیز جنابہ
خدا کے عزیز کو کون ذلیل کر سکتا ہے

الارض لا تفنی شموس سمآء
کیا زمین کو طاقت ہے جو آسمانی آفتاب کو فنا کرے

یا ربّنا افتح بیننا بکرامۃٍ
اے میرے ربّ ایک کرامت دکھلا کر ہم میں فیصلہ کر

یا من یری قلبی ولب لحائی
اے وُہ خدا جو میرے دل اور میرے وجود کے مغز کو جانتا ہے

(روحانی خزائن جلد 12، سراجِ منیر صفحہ 69)

☆......☆......☆......☆......☆

# خطبہ جمعہ

## اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے فضل کی بارش کا ایک قطرہ آج اس مسجد کی صورت میں ہم پر گرایا ہے۔

**احمدی مسلم خواتین کی 17لاکھ یورو (19کروڑ روپے) کی عظیم الشان مالی قربانیوں سے برلن (جرمنی) میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد ''مسجد خدیجہ'' کا مبارک افتتاح۔ ابتدائی مبلغین اور خواتین کی مالی قربانیوں کا تحسین بھرا تذکرہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والیوں کو بے انتہا جزا دے۔ ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔**

آپس میں محبت، پیار کے تعلقات اس طرح بڑھ سکتے ہیں جب شکووں، شکایتوں اور نفرتوں کی تمام دیواریں گرا دی جائیں۔ ذاتی لالچ اور مفاد ہمیں ایمان میں کمزوری دکھاتے ہوئے دوسروں کے حق مارنے پر مائل نہ کرے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/اکتوبر 2008 بمقام مسجد خدیجہ۔ برلن (جرمنی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ O الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ O
اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ O اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ O صِرَاطَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ٥ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ O

**اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ** (سورۃ التوبۃ:18)

**وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۔اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔** (سورۃ التوبۃ:71)

الحمد للہ، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے فضل کی بارش کا ایک اور قطرہ آج اس مسجد کی صورت میں ہم پر گرایا ہے۔ ملک کے مشرقی حصہ میں یہ ہماری پہلی مسجد ہے۔ برلن شہر جو یہاں کا دارالحکومت بھی ہے اس کی ایک اپنی اہمیت ہے۔ جرمنی اور خاص طور پر اس شہر میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ حقیقی اسلام کا پیغام پہنچنے کی تاریخ جیسا کہ آپ جانتے ہیں 86 سال پرانی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں یہاں احمدی مبلغین آئے تھے اور ان کی رپورٹوں کے مطابق جرمن قوم میں بڑی سعادتمندی پائی جاتی تھی اور حقیقی اسلام کو سمجھنے کی طرف ان کی اُس

وقت توجہ تھی۔ بہرحال یہاں اس شہر میں اور اس ملک میں جو ابتدائی مبلغین آئے تھے ان کی جو کوششیں تھیں، ان کا بھی مَیں ذکر کر دیتا ہوں کیونکہ اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ ان کی یادیں وابستہ ہیں۔ یہاں احمدیت کی ترقی کے بارے میں اس شہر سے بھی اور اس ملک سے بھی کس حد تک وہ پُر امید تھے، یہ ان کی بعض رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے اور مَیں یہ ذکر اس لئے کرنا چاہتا ہوں تاکہ نوجوانوں، بچوں اور نئے آنے والوں کو بھی جو اس ملک میں رہ رہے ہیں یا دنیا کے کسی بھی ملک میں رہتے ہیں اپنی تاریخ کا کچھ پتہ لگے، تاکہ ان مبلغین کے لئے دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہو جو ہمارے ابتدائی مبلغین تھے جنہوں نے شروع میں بڑی قربانیاں کیں اور مختلف ممالک میں گئے۔ جو اپنے ملکوں سے نکلے تھے اور پھر مختلف جگہوں پر رہے۔ اِس زمانہ میں جماعت کے مالی وسائل تو بہت اچھے ہیں اور اُس زمانے میں تو وسائل بھی نہیں تھے لیکن ان لوگوں کی احمدیت کے لئے بے لوث خدمت کا جذبہ اور انتھک محنت انہیں وسائل نہ ہونے کے باوجود ہر جگہ متعارف کروا دیتی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان لوگوں کی دعاؤں کی طرف بہت توجہ تھی اور اس وجہ سے وہ جماعت کی ترقی کے بارے میں پُر امید بھی بہت زیادہ تھے۔

1922ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جرمنی میں مشن کے قیام کا فیصلہ فرمایا اور مولوی مبارک علی صاحب بنگالی بی اے کے بارے میں یہ فیصلہ ہوا کہ وہ جرمنی جائیں اور وہاں مشن کا آغاز کریں۔ مولوی مبارک علی صاحب 1920ء سے لندن میں بطور مبلغ کے اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر 1922ء میں وہ لندن سے برلن آ گئے۔ پھر آپ کی معاونت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک غلام فرید صاحب ایم اے کو بھی جرمنی جانے کے لئے منتخب فرمایا اور وہ بھی 26 نومبر 1923ء کو قادیان سے جرمنی کے لئے روانہ ہوئے اور 18 دسمبر 1923ء کی صبح یہاں برلن پہنچے۔

جرمنی پہنچ کر محترم مولوی مبارک علی صاحب کی ابتدائی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کس قدر کامیابی نصیب ہوئی۔ اس کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کے خطبہ میں فرمایا کہ ان کی رپورٹیں نہایت امید افزا ثابت ہوئیں بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں فوراً ایک مسجد اور مکان بنوایا جائے اور یہ اس طرح ممکن ہے کہ چھ ماہ مَیں خود وہاں چلا جاؤں۔ یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہا کہ آپ خود وہاں آ جائیں جس کے نتیجہ میں انہیں جلد کامیابی کی امید ہے کہ قلیل عرصہ میں دنیا میں اہم تغیرات ہو سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو خود جرمنی جانے پہ انشراح نہیں تھا لیکن دوسری تجویز کے متعلق آپ نے فرمایا کہ ان کی اس درخواست کو کہ اس جگہ فوراً ایک مسجد اور سلسلہ کا ایک مکان بن جائے تو بہت کامیابی کی امید ہے نظر انداز کر دینا میرے نزدیک سلسلہ کے مفاد کو نقصان پہنچانے والا تھا۔ اس لئے مَیں نے اس کے متعلق ان کو تاکید کر دی ہے کہ وہ فوراً زمین خرید لیں۔ چنانچہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت موصول ہونے پر مولوی مبارک علی صاحب نے اس طرف توجہ دی اور فوری طور پر برلن شہر میں دو ایکڑ زمین خرید لی گئی۔

برلن میں مسجد کے لئے زمین کا انتظام ہو جانے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔ اس کے لئے حضورؓ نے 50 ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک میں احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص و قربانی اور فدائیت اور للّٰہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

اُس وقت تو ہندو پاکستان ایک تھا۔ وہاں کی لجنہ نے، خاص طور پر قادیان کی لجنہ نے ایسی مثال قائم کی کہ اس سے پہلے وہاں کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ اُس زمانہ میں جو ایک انقلابی صورت پیدا ہوئی تھی لجنہ کی ایکٹیوٹیز (activities) میں اور خاص طور پر اس تحریک کے لئے قربانی میں،

ایسی قربانیاں قرون اولیٰ میں نظر آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس زمانے کی جو جاگ لگی ہوئی ہے، آج تک اس کی مثالیں ملتی رہتی ہیں۔ اُس وقت احمدی عورتوں نے نقد رقمیں اور طلائی زیورات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پیش کئے۔ پہلے دن ہی 8 ہزار روپے نقد اور وعدوں کی صورت میں قادیان کی احمدی عورتوں نے یہ وعدہ پیش کیا اور یہ رقم عطا کی اور 2 ماہ کے تھوڑے سے عرصہ میں 45 ہزار روپے کے وعدے ہو گئے اور 20 ہزار روپے کی رقم بھی وصول ہو گئی۔ پھر کیونکہ اخراجات کا زیادہ امکان پیدا ہو گیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کی مدت بھی بڑھا دی اور ٹارگٹ بڑھا کے 70 ہزار روپے کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتوں نے اس وقت 72 ہزار 700 کے قریب رقم جمع کی۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ 5 راگست 1923ء کو مسجد برلن کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جس میں جرمنی کے وزیر داخلہ اور وزیر برائے رفاہ عامہ، ترکی اور افغانستان کے سفراء، متعدد اخبار نویس اور بعض دیگر معززین شامل تھے اور مہمانوں کی تعداد 400 تھی اور احمدی اس زمانے میں صرف چار تھے۔ یہ اُس وقت حال تھا لیکن اتنے وسیع تعلقات تھے۔ یہ تھی اُس وقت کے مبلغین کی کوشش کہ اتنے وسیع تعلقات تھے اور یہ سب بڑی بڑی شخصیات اُس وقت مسجد کی بنیاد کے لئے تشریف لائیں اور بہر حال مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔

لیکن کیونکہ اقتصادی حالات یہاں کے بہت خراب ہو گئے تھے، جنگ عظیم کا اثر ظاہر ہونا شروع ہوا تو وہی جو خیال تھا کہ 50-60 ہزار میں مسجد بن جائے گی اس کا اندازہ خرچ 15 لاکھ روپیہ پہ لگایا گیا۔ اتنے اخراجات پورے کرنا جماعت کے وسائل کے لحاظ سے بہت ناممکن تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فیصلہ فرمایا کہ دو مراکز کو چلانا بہت مشکل ہے، ایک لندن والا بھی اور ایک برلن میں بھی۔ تو 1924ء میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ برلن مشن کو ان حالات کی وجہ سے بند کر دیا جائے کیونکہ مالی وسائل بھی نہیں ہیں اخراجات بھی نہیں پورے ہو سکتے، حالات یہاں بہت خراب ہو گئے تھے۔ لیکن وہ جو عورتوں نے، احمدی خواتین نے قربانیاں کی تھیں، وہ رقم حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر لندن بھیج دی گئی اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لندن تعمیر ہوئی۔ پھر یہاں 1948ء میں دوبارہ شیخ ناصر احمد صاحب آئے تھے جنہوں نے ہمبرگ میں مشن شروع کیا۔

اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ سفر کی سہولتیں بھی ہیں اور جماعت کے مالی حالات بھی بہت بہتر ہیں۔ اُس زمانے میں سمندری سفر ہوتا تھا۔ مکرم ملک غلام فرید صاحبؓ کو سفر میں 22 دن لگے تھے۔ یہ وہی حضرت ملک غلام فرید صاحب ہیں جنہوں نے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور مختصر نوٹس جن کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوٹس پر ہے اور اسی طرح انگریزی کا ترجمہ و تفسیر ''فائیو والیوم'' (Five Volumes) بھی انہوں نے کیا ہوا ہے۔ گو اس کے لئے ایک کمیٹی تھی لیکن اس کا زیادہ کام اور اکثر کام آپ نے کیا اور حضرت ملک صاحب بڑے پڑھے لکھے اور انگریزی علم پر بڑی مہارت رکھتے تھے۔ انہوں نے قرآن کریم کے الفاظ کی ڈکشنری بھی تیاری کی تھی لیکن وہ شائع نہیں ہو سکی۔ اب گزشتہ سال اس کو مکمل کر کے شائع کروایا گیا ہے اور ملک صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔

اسی طرح مولوی مبارک علی صاحب کا بھی تعارف کرا دوں۔ وہ ابتدائی مبلغ تھے یہاں آئے۔ انہوں نے 1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے تھے اور 1917ء میں جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو جن 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اُن میں مولوی مبارک علی صاحب بھی تھے۔ آپ نے 1969ء میں بنگلہ دیش میں وفات پائی۔ بوگرا (Bogra) میں مدفون ہیں۔ تو یہ تھے دو ابتدائی مبلغ جو یہاں آئے اور ان کے تعلقات باوجود وسائل کی کمی کے کس قدر وسیع تھے، یہ مَیں آپ کو بتا چکا ہوں۔

اب جو مربیان اور مبلغین ہیں ان کو بھی اپنے جائزے کے لئے پرانے مبلغین کے جو واقعات اور رپورٹیں ہیں وہ ضرور پڑھنی چاہئیں تو

بہر حال ان بزرگوں نے یہاں انتھک محنت کی۔

اُس وقت تو حالات کی وجہ سے جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ مسجد باوجود کوشش کے نہ بن سکی۔ لیکن قادیان اور ہندوستان کی لجنہ کی جو قربانی تھی وہ رائیگاں نہیں گئی۔ اُس رقم سے مسجد فضل تعمیر ہوگئی اور آج اِس مسجد کی جو تاریخی اہمیت ہے وہ بھی سب پر واضح ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اُس وقت کی احمدی خواتین کی قربانی اتنی سچی تھی اور اس کی قبولیت کے لئے دعائیں اِس درد کے ساتھ انہوں نے کی ہوں گی کہ ایک مسجد تو انہوں نے اپنی زندگی میں بنالی اور دوسری مسجد کی تعمیر میں ہوسکتا ہے آج ان کی نسلیں شامل ہوئی ہوں۔ لیکن بہر حال وہی جذبہ جو اُن ابتدائی خواتین کی قربانی کا تھا وہ آج بھی کچھ حد تک لجنہ میں دین کی خاطر قربانی میں ہمیں نظر آتا ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی دعائیں تھیں جنہوں نے اپنی نسلوں میں بھی یہ جذبہ پیدا رکھا۔

یہ مسجد جو اس وقت موجودہ مسجد ہے 17 لاکھ یورو میں تعمیر ہوئی ہے۔ جس میں سے 4 لاکھ یورو کے علاوہ 13 لاکھ جرمنی کی لجنہ نے دیا ہے اور 4 لاکھ جو باہر سے آیا ہے اس میں سے بھی زیادہ بڑا حصہ لجنہ UK کا ہے۔ 17 لاکھ یورو کو اگر آپ پاکستانی روپوں میں بدلیں، یہ مَیں پاکستانیوں کے لئے بتا رہا ہوں تو 19 کروڑ روپے کے قریب بنتا ہے۔

پس آج یہ قربانی کرنے والیاں جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق دی کہ یہ مسجد تعمیر کرسکیں۔

اس مسجد کے کچھ کوائف بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اس زمانے میں تو دو ایکڑ رقبہ مل گیا تھا لیکن اس کا یہ کُل پلاٹ، 4 ہزار 790 مربع میٹر ہے جو ایک ایکڑ سے کچھ زیادہ ہے اور اس پر جو رقبہ تعمیر کیا گیا ہے وہ ایک ہزار 8 مربع میٹر ہے۔ اسی طرح باوجود پابندیوں کے 13 میٹر مینارہ کی اجازت مل گئی۔ 168 مربع میٹر کے دو ہال ہیں یعنی کل 336 مربع میٹر کے مسجد کے ہال ہیں۔ اس میں 4 کمروں کا ایک فلیٹ ہے۔ اس کے علاوہ جو گھر بنائے گئے ہیں، ایک دو کمروں کا ہے۔ ایک کمرے کا گیسٹ ہاؤس شامل ہے۔ 4 دفتر ہیں۔ لائبریری ہے۔ کانفرنس کا کمرہ ہے اور بچوں کے لئے ایک چھوٹا سا پارک بنانے کا ان کا ارادہ ہے۔ تھوڑی سی پارکنگ بھی ہے۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں اس کی مخالفت بھی یہاں بہت ہوئی لیکن آہستہ آہستہ لگتا ہے مخالفت اب ٹھنڈی پڑتی جا رہی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا کہ خود ہی ٹھنڈی ہو جائے گی جب یہاں سے انشاء اللہ تعالیٰ امن، پیار اور محبت کا پیغام دنیا میں ہر طرف پھیلے گا۔

یہ بھی ایک عجیب اتفاق ہے کہ آج جب دنیا دوبارہ اقتصادی بحران کا شکار ہے۔ مہنگائی یورپ میں بھی بڑھ رہی ہے لیکن ایک تو یہ ہے کہ اس مہنگائی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے لجنہ کو توفیق دی کہ انہوں نے جو قربانی کی وہ رنگ لائے اور پھل لائے اور اس کا نتیجہ ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والیوں کو بے انتہا جزا دے۔ ان سب کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے۔ یہ نظارے ہمیں دنیا میں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ اس طرح بڑھ چڑھ کر احمدی قربانیاں کر رہے ہوتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے جیسا کہ مَیں نے کہا کہ 1923ء میں برلن کی مسجد کی تعمیر شروع کی گئی تھی تو خوفناک اقتصادی بحران کا شکار ہونے کی وجہ سے تعمیر نہیں ہوسکی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے مسیح کی جماعت کو اس انعام سے نوازنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس لئے جو آج کل دنیا میں اقتصادی حالات ہو رہے ہیں ان حالات سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے مسجد کی تعمیر کی توفیق بھی عطا فرما دی اور مکمل بھی ہوگئی۔ باوجود تمام اقتصادی حالات کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس جذبہ سے احمدی قربانی کرتے ہیں مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ انشاء اللہ احمدیوں کے روپے میں ہمیشہ برکت ڈالتا رہے گا۔ کسی نے مجھے بتایا کہ جب انہوں نے اپنے ریٹرن (Return) داخل کرائے تو ٹیکس کے محکمہ والے اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے کہ تمہارے گھر کا خرچہ تمہارے چندے سے کم کس طرح ہوسکتا ہے۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں جن کے گھر کے خرچ ان کے چندوں کی ادائیگی سے کم ہیں۔ پس یہ وہ روح ہے جو ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی ہے کہ اپنے خرچ کم کر کے بھی قربانی کرنی ہے۔ اس روح کو قائم رکھنا اور قربانی کی

توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ حقیقی مومن کبھی اس رُوح کو نہ مرنے دیتا، نہ اس پر فخر کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو اس نے آپ پر کیا اس پر اس کے آگے جھکتے چلے جائیں اور خود بھی اس مسجد کی تعمیر کا حق ادا کریں اور اپنی نسلوں کی بھی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ مسجد کا حق ادا کرنے والی ہوں۔ احمدی عورتوں کو خاص طور پر آج اس حوالے سے یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو قربانی انہوں نے کی ہے اس کا فائدہ تبھی ہوگا جب اس سے ہمیشہ فیض اٹھاتے چلے جانے کی کوشش کریں گی اور وہ کوشش تبھی کامیاب ہوگی جب اپنے بچوں کی تربیت اس نہج پر کریں گی جس کی تلقین خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمائی ہے اور ان کا مسجد سے تعلق جوڑیں گی۔

اسی طرح مرد بھی یاد رکھیں کہ عورتوں نے اس مسجد کی تعمیر سے جو احسان آپ پر کیا ہے اس کا حق اسی طرح ادا ہو سکتا ہے۔ بہت سارے مرد کہیں گے کہ پیسے تو ہم سے ہی لئے تھے، بے شک لئے ہوں گے لیکن پھر دینا بھی بڑی قربانی ہے۔ بہر حال اس کا حق اس طرح ادا ہو سکتا ہے، احسان کا بدلہ تب اثر کر سکتا ہے جب آپ مسجد کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔

برلن کی مسجد کی تعمیر نے یہ سبق بھی آپ کو دیا ہے کہ عورتوں کی یہ خواہش ہے کہ ان کے مرد عبادت گزار ہوں اور اگر ان کے بس میں ہو تو وہ ہر جگہ آپ کو مسجد بنا کر دیں۔ جب مَیں کینیڈا گیا تو کینیڈا کی لجنہ نے ایک ملین ڈالر کی قربانی دی کہ اس سے مسجد بنا دیں۔ لیکن زائد بھی خرچ ہوگا تو کہتی ہیں بہر حال ہم دیں گی۔ ایسی قربانیاں ہر جگہ نظر آتی ہیں۔ مسجدوں میں آنے کی فرضیت تو مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کا تو اگر دل چاہے تو جمعہ پر آنا ہے نہیں تو نہیں آنا۔ یا پھر اگر کوئی اپنا فنکشن ہوا تو اس پر کبھی کبھار یہاں آنا ہے۔ پس مساجد کی تعمیر کے لئے عورتوں کی قربانی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربانی کرتی ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ میری یہ سوچ صرف خوش فہمی پہ مبنی نہ ہو بلکہ عورتیں اپنے بچوں کی بقا اور اپنے مردوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے جو قربانیاں کر رہی ہیں وہ اسی سوچ کے ساتھ ہوں اور یہ سوچ پھر یقیناً عورتوں کے لئے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بنے گی۔

جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں گے۔ پھر اسی سورۃ توبہ کی 71 ویں آیت ہے کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ضرور رحم کرے گا یقیناً اللہ کامل غلبہ والا بہت حکمت والا ہے۔

پس اب اس مسجد کی تعمیر کے بعد مرد بھی اور عورتیں بھی اس انتہائی اہم کام کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اپنا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں اور اپنی اولادوں کا بھی تعلق مسجد کے ساتھ جوڑیں۔ کیونکہ یہی خدا تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان لانے والوں کی نشانی ہے۔ اور ایمان کیا ہے؟ یا حقیقی مومن کون ہے؟ اس کی گہرائی میں جب ہم جائیں تو خوف سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کیا ہمارا ایمان اس قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیقی ایمان کہلا سکے؟ یا کیا ہم حقیقی مومن کے زُمرے میں آتے ہیں؟ ہم پر خدا تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس زمانہ میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل کیا جنہوں نے قدم قدم پر ہماری راہنمائی فرمائی۔ ہمیں سیدھے راستے پر رکھنے اور حقیقی مومن بننے کے لئے بے شمار اور مختلف ذریعوں سے ہماری راہنمائی فرمائی۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں۔ جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے ہیں اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی

حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔

پس یہ وہ ایمان ہے جو ہمیں کامل الایمان بنائے گا۔ فاسقانہ اعمال کے بارے میں تو کسی احمدی کے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ لیکن اگر ہمارے اخلاق میں ادنیٰ سی بھی کمزوری ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ہمیں اپنی حالت کی طرف توجہ کرنی چاہئے کہ یہ ہمارے ایمان میں کمزوری پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن ہمارا ہر عمل اور فعل اگر خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے تو پھر ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ ہماری یہ کمزوریاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دور فرماتا چلا جائے گا اور یہی بات پھر ایمان میں مضبوطی بھی پیدا کرتی ہے۔ ہم اگر آپس کے روزمرہ کے تعلقات نبھا رہے ہیں، خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کے حق ادا کر رہے ہیں تو یہ باتیں ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث بنانے والی ہوں گی۔ پس ان معیاروں کو حاصل کرنے کی ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ بعض عمل جان بوجھ کر ایک انسان نہیں کرتا لیکن غفلت اور سستی راہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ اس میں عبادت کی ادائیگی میں کمزوری بھی ہے اور دوسری ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ کو ناپسند ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ تمہارے فرائض ہیں، انہیں پورا کرو۔ اگر انسان لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے انہیں پورا نہیں کرتا تو آہستہ آہستہ یہ چیزیں پھر ایمان کی کمزوری اور شرک کی طرف لے جاتی ہیں۔

پس ایک احمدی کو ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر وقت اپنے جائزے لیتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ کسی بھی قسم کی نیکی سے جن کا خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے غفلت برتنا یا ان کے کرنے میں سستی دکھانا مومن کا شیوہ نہیں ہے۔ اس پہلی آیت میں جو مَیں نے پڑھی جو سورۃ توبہ کی آیت 18 ہے، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ پر ایمان کامل ہو اور یوم آخر پر بھی۔ اور یوم آخرت کے بارہ میں ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلے وحی پر ایمان لانے کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں؟ اور اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکا یک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیہ کریمہ

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْن

میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ سے قرآن شریف کی وحی، اور مَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ سے انبیاء سابقین کی وحی اور اٰخِرَة سے مراد مسیح موعود کی وحی ہے‘‘۔ آخرت کے معنی ہیں پیچھے آنے والا۔ آپ فرماتے ہیں: ’’آخرت کے معنی ہیں پیچھے آنے والی۔ وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے؟ ...... یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی کیونکہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے‘‘۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد اول سورۃ البقرۃ زیر آیت نمبر 5)۔

آخرت کا مطلب بے شک جزا سزا کا دن بھی ہے اور یہ مطلب خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہوا ہے۔ لیکن جو وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانے اور اپنی وحیوں سے تعلق میں بتائی ہے وہ یہاں بھی صادق آتی ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں مساجد تو بہت بن رہی ہیں لیکن حقیقی مساجد آباد کرنے والے وہی ہوں گے جو مسیح موعود کو ماننے والے ہوں گے۔ کیونکہ ایمان کی طرف صحیح راہنمائی بھی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی کرنی ہے۔ خدا اور آنحضرت ﷺ سے تعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی جوڑنا ہے۔

پس جہاں ہمیں یہ بات تسلّی دلاتی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی مسجدوں کی تعمیر اور آبادی کا حقیقی حق ادا کرنے والی ہے وہاں ایک خوف بھی پیدا ہو جاتا ہے کہ صرف ایمان لا کر اور مسجد تعمیر

کر کے ہی حق ادا ہو جاتا ہے؟ یا کچھ اور بھی کام کرنے والے ہیں۔ اور ان کاموں کی طرف اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرما دیا کہ نماز قائم کرو اور نماز قائم کرنے کے لئے جو دوسری جگہ وضاحت بیان فرمائی ہے اس میں فرمایا کہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھنا ہے اور باجماعت نماز پڑھنا ہے۔ پس ایک تو یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ مسجدوں کا حسن ان کی آبادی سے ہے اور ان کی آبادی پانچ وقت مسجد میں آنے سے ہے۔

اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی آبادی کے لئے قیام نماز ہو۔ یہاں کے مقامی لوگوں کو جو جرمن ہیں یہی شکوہ ہے کہ یہاں تو آپ کی اتنی تعداد نہیں ہے پھر مسجد اس علاقہ میں بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ تو ان لوگوں کا یہ شکوہ بھی اس طرح دور ہو سکتا ہے کہ جب ان کو پتہ لگے کہ یہ احمدی ہیں اور وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان کی مضبوطی کے لئے ایک خدا کے آگے جھکنے کے لئے باقاعدہ مسجد میں آتے ہیں۔ انہوں نے عمارت صرف دکھانے کے لئے نہیں بنائی بلکہ ایک خدا کی عبادت کرنے کے لئے اس جگہ اس عمارت کو کھڑا کیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اپنے مال میں سے غریبوں کا بھی خیال رکھتے ہیں اور جماعت کی متفرق ضروریات بھی پوری کرتے ہیں۔ اس بات پر ان لوگوں کو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ مالی قربانی کر کے مسجدیں بناتے ہیں۔ اس کا اخباروں میں ذکر بھی ہوا ہے کہ لجنہ کی قربانی سے یہ مسجد بنی ہے۔ اس کا مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ٹیکس کے محکمے والوں کو یقین نہیں آتا کہ کس طرح تم لوگ کر سکتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا کو پتہ ہونا چاہئے کہ مسجدوں کی تعمیر و آبادی کے ساتھ مالی قربانی کی طرف توجہ پہلے سے بڑھتی ہے۔ کیوں بڑھتی ہے؟ اس لئے کہ ان کا کامل توکل خدا تعالیٰ پر ہوتا ہے جو مومن ہوتے ہیں۔ وہ کسی چیز سے خوف نہیں کھاتے۔ آج کل کے سودی مالی نظام چلانے والوں کی طرح انہیں یہ خوف لاحق نہیں کہ ہماری معاش کا کیا ہوگا۔ ہماری آمد کا کیا ہوگا۔ کیونکہ مومن کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور اس کا خوف اور خشیت دل میں رکھتے ہوئے ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اس لئے یہ تسلی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق، اپنی خاطر کی گئی قربانی کو کئی سو گنا کر کے نوازتا ہے اور نوازے گا۔ اس لئے خوف کرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا کے اقتصادی حالات جیسے بھی ہوں احمدی ایک قربانی کے بعد دوسری قربانی کرنے کے لئے بغیر خوف کے تیار بیٹھا ہوتا ہے اور میرے سامنے کئی مثالیں ایسی ہیں، کئی ملکوں کی مثالیں ایسی ہیں جو غریب ملک ہیں لیکن قربانیاں دیتے چلے جا رہے ہیں اور ہر احمدی اپنا یہ عہد پورا کرتا ہے کہ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہوں گا اور یہ اس لئے ہے کہ اُس کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کا راستہ دکھاتے ہوئے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ کی 71 ویں آیت میں فرمایا کہ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور دوست وہ ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں مسجدوں کی آبادی انہی لوگوں سے بتائی ہے جو مومن ہیں اور مومن اخلاق میں بڑھنے والے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔ اس دوستی سے یہ مراد نہیں کہ مرد عورتوں کی آپس میں دوستیاں ہو جائیں اور آپس کے حجاب اور پردے ختم ہو جائیں۔ بلکہ ایسے رشتے قائم ہوں جن کی بنیاد تقدس پر ہو۔ ایک دوسرے کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔

اب یہ اخلاق کیا ہیں جن کا ایک مومن میں پایا جانا ضروری ہے؟ اس میں آپس کے تعلقات میں محبت پیار اور بھائی چارے کو بڑھانا ہے۔ محبت پیار کے یہ تعلقات اس طرح بڑھ سکتے ہیں جب شکووں، شکایتوں اور نفرتوں کی تمام دیواریں گرا دی جائیں۔ جب ہر ایک یہ ارادہ کر لے کہ ہم نے ادنیٰ سے ادنیٰ نیکی کرنے کی بھی کوشش کرنی ہے اور ہر قسم کی برائی سے بچنا ہے۔ ہم نے رشتوں کے حقوق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد ہم نے اس عظیم رشتہ کی قدر کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔ جو ایک احمدی کا

احمدی کے ساتھ ہے اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کی عظیم مثال قائم کرنی ہے۔ ہم نے اپنے غریبوں کی مدد کرنی ہے اور اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے ہیں۔ ذاتی لالچ اور مفاد ہمیں ایمان میں کمزوری دکھاتے ہوئے دوسروں کے حق مارنے پر مائل نہ کرے۔ ہمارا ایک دوسرے کی خاطر قربانی کا جذبہ ایسا ہونا چاہئے جس کے نمونے قرون اُولیٰ کے صحابہ میں نظر آتے ہیں جو اپنی آدھی جائیدادیں بانٹ دیا کرتے تھے۔ بدظنیوں کے خلاف جہاد کی صورت ہم میں سے ہر ایک میں نظر آنی چاہئے کہ بہت سے فتنہ وفساد اور آپس کی رنجشوں کی وجہ سے یہ بدظنیاں ہیں۔ سچائی کے وہ معیار ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کہ سچائی ہر جگہ، ہر موقع پر ہمارا طرہ امتیاز ہو۔ شکر گزاری کے جذبات ہم میں اس حد تک پیدا ہو جانے چاہئیں کہ ہر آن اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں نعمتوں میں اضافے کی نوید ملتی رہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عفو اور درگزر ہمارا شیوہ بن جانا چاہئے۔ ہمارے عدل اور انصاف کے معیار ہر معاملے میں اتنے اونچے ہونے چاہئیں کہ وہ احسان کے راستوں سے گزرتے ہوئے اِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے بے نفس ہو کر اپنے اور غیروں کی خدمت پر مجبور کرنے والے ہوں۔ اپنے وعدوں کی پابندی ہمارا وہ خاصہ ہو جو ہماری پہچان بن جائے تاکہ آپس میں دوستیاں اور بھائی چارے بڑھتے چلے جائیں۔ دنیا بھی آنکھیں بند کر کے ہم پر اعتماد کرنے والی ہو۔ اپنے اور ایک دوسرے کے تقدس، عِصمت اور عزت کی حفاظت ہر وقت ہمارے پیش نظر رہے۔ مردوں عورتوں میں غض بصر کی عادت ہو اور یہ چیزیں اپنے کردار کا ہر احمدی لازمی حصہ بنا لے۔ احمدی عورتیں اپنے لباس، پردے اور حجاب میں پوری پابندی کرنے والی ہوں۔ اس بارہ میں بہت کانشنس ہوں۔ ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہر وقت توجہ رہے اور ہمسایہ صرف گھریلو ہمسایہ نہیں بلکہ سفر کرنے والے بھی ہمسائے ہیں۔ آپس میں کام کرنے والی جگہوں پہ رہنے والے بھی ہمسائے ہیں اور پھر افراد جماعت بھی خاندان اور ہمسائے کی شکل اختیار کر گئے ہیں۔ گویا تمام قسم کی اخلاقی کمزوریاں ہم میں دور ہوں گی تو ہم حق ادا کرنے والے ہوں گے اور عملی طور پر مومن کہلانے والے ہوں گے۔

پھر اس آیت میں نماز قائم کرنے کا حکم ہے۔ اس کی پہلے مَیں وضاحت کر چکا ہوں۔ زکوٰۃ دینے کا حکم ہے۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو پھر اپنے اعمال اس طرح درست کرتے ہیں کہ جو درحقیقت حقیقی مومن کے اعمال ہونے چاہئیں کیونکہ یہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ گویا اس آیت میں مومن کی یہ خصوصیات بیان کی گئی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے دوست کی حیثیت سے ایک دوسرے کا حق ادا کرتے ہیں۔ جماعت ایک مضبوط جسم بن کر رہتی ہے۔ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور تیسری بات برائیوں سے بچتے ہیں۔ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور نیکیوں کا حکم دینے کے بارے میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ وہ امت ہو جو انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہے۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ پھر ایمان کی نشانی یہی ہے کہ تمہارا فرض یہ بتایا گیا ہے کہ تم خیر اُمّت بنائے گئے ہو۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ تمہارے سے صرف وہ اعمال سرزد ہوں جو نیکیوں کی طرف لے جانے والے ہیں اور کبھی ان چیزوں کے قریب نہ جاؤ جن کی اللہ تعالیٰ نے نہی فرمائی ہے۔ تبھی فائدہ ہوگا زمانے کے امام کی بیعت کا بھی۔ تبھی فائدہ ہوگا عبادت گاہوں کی تعمیر کا بھی۔

پھر چوتھی چیز یہ بتائی کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یعنی باقاعدگی سے نمازیں ادا کرنے والے ہیں جیسا کہ پہلے مَیں نے بتایا۔ اور باجماعت نمازیں ادا کرنے والے ہیں یا اس کی کوشش کرنے والے ہیں۔ پانچویں چیز زکوٰۃ اور مالی قربانیوں میں پیش پیش۔ اور چھٹی یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں اور پھر اس میں بڑھنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اطاعت کا نتیجہ ہے کہ اس زمانہ کے امام کو ماننے کی نئے آنے والوں کو توفیق ملی اور جو ہمارے بڑے ہیں ان کو توفیق ملی۔ اس لحاظ سے اپنے بزرگوں کے لئے بھی دعائیں کریں

جن کے باپ دادا نے احمدیت کو قبول کیا۔ ہر ترقی اور ہر نئی چیز اور ہر نیا انعام جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرماتا ہے وہ ان کو جو پرانے پیدائشی احمدی ہیں اس طرف توجہ دلانے والا ہونا چاہئے کہ یہ بھی ان کے بزرگوں کی نیکیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے قبولیت کی توفیق دی اور آج ہم اس کے پھل کھا رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے لئے بھی دعائیں کرتے چلے جائیں تاکہ اگر وہ فوت ہو چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ان باتوں کے پابند ہیں وہ خدا تعالیٰ کا رحم حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرماتا چلا جائے گا اور جب اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے تو اور زیادہ نوازتا چلا جاتا ہے۔

اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے رحم سے حصہ لیتا چلا جائے۔ اس مسجد کا حق ادا کرنے والا ہو اور یہاں کے لوگوں کی توجہ جو اس طرف پیدا ہو رہی ہے اور اخباروں اور میڈیا کے ذریعہ سے جو کوریج مل رہی ہے اور جو ملے گی، ابھی تک مجھے رپورٹ تو نہیں ملی کہ فنکشن پہ کیا کوریج تھی، بہرحال مجھے امید ہے انشاءاللہ ہوگی، تو اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور فائدہ یہی ہے کہ جو توقعات لوگوں کی ہم سے ہیں اور سب سے بڑھ کر جو توقعات ہیں اللہ تعالیٰ کی ایک مومن بندے سے ان کو پورا کرنے والے ہوں۔ پس ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام سے فیض اٹھانے والے ہوں اور فیض تبھی اٹھا سکیں گے جب اپنی عبادتوں اور نیک اعمال کے نمونے قائم کریں گے۔ اپنی زندگیوں کو اسلام اور قرآن کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی نسلوں میں بھی اسلام اور احمدیت کی محبت پیدا کرتے چلے جائیں گے۔ انہیں حقیقی رنگ میں خدا اور رسول ﷺ کا اطاعت گزار بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆......☆......☆

## سالِ نو مبارک

**عبدالحمید خلیق**

مناؤ جشنِ مسرت کہ سالِ نَو آیا
خدا نے کی ہے عنایت کہ سالِ نَو آیا

خدا کرے کہ نیا سال بھی ہو خوشیوں بھرا
کسی کے پاس نہ آئے ہجومِ حزن و بلا

گزشتہ سالوں سے بڑھ کر ہو باعثِ برکت
ترقیات میں اور عزت و عظمت

خدا کے فضل و کرم سال نو میں حاصل ہوں
اسی کی رحمتیں خردوکلاں پہ نازل ہوں

عظیم رفعت و نصرت ہو سالِ نَو میں عطا
اسی کے پیار کی دولت ہو سالِ نَو میں عطا

خدایا فتح و ظفر کا یہ سال حامل ہو
تری رضا بھی ہماری خوشی میں شامل ہو

ہو جس خوشی کی بھی خواہش ہمیں عطا کرنا
تو فکرفردا میں ہم کو نہ مبتلا کرنا

اسیرِ راہِ خدا سب رہائی پا جائیں
جو دُور بیٹھے ہیں نزدیک پھر سے آ جائیں

ملن کی راہ جو مسدود ہے وہ وا کچھ
ملا کے بچھڑے ہوؤں کو نہ پھر جدا کچھ

سکونِ قلب عطا ہو سبھی کو اے پیارے
مٹادے اپنے کرم سے تو رنج و غم سارے

خدا کرے کہ نیا سال لے کے پیار آئے
سبھی کے صحنِ گلستاں میں پھر بہار آئے

خلیق نے بھی ترے دَر پہ سر جھکایا ہے
تیرے نثار ہمیں سالِ نَو دکھایا ہے

# حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نظر میں

# نظام خلافت کی اہمیت و برکات

حبیب الرحمٰن زیروی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے شروع خلافت سے ہی احباب جماعت کو خلافت کے نظام اور اس کے مقام کو واضح کرنے اور اس کی حفاظت اور استحکام کے لئے قربانیاں دینے کے بارے میں ارشادات سے نوازا ہے اور خلافت کے دائمی ہونے کی نوید سنائی ہے۔ خلافت کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ کے ارشادات سے اقتباسات قارئین کی نذر ہیں۔

21 مئی 2004ء کے خطبہ جمعہ میں آپ نے فرمایا:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ وَعَمِلُوْاالصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَااسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا۔یَعْبُدُوْنَنِیْ لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا۔وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

(سورۃ النور :56)

اس کا ترجمہ ہے: کہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے، یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

## مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خلافت کا وعدہ کیا ہے لیکن ساتھ شرائط عائد کی ہیں کہ ان باتوں پر تم قائم رہو گے تو تمہارے اندر خلافت قائم رہے گی۔ لیکن اس کے باوجود خلافت راشدہ اسلام کے ابتدائی زمانے میں صرف تیس سال تک قائم رہی۔ اور اس کے آخری سالوں میں جس طرح کی حرکات مسلمانوں نے کیں اور جس طرح خلافت کے خلاف فتنے اٹھے اور جس طرح خلفاء کے ساتھ بیہودہ گوئیاں کی گئیں اور پھر ان کو شہید کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت راشدہ ختم ہوگئی اور پھر ملوکیت کا دور ہوا اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرما دیا تھا اور اس ارشاد کے مطابق ہی تھا کہ اگر تم ناشکری کرو گے تو فاسق ٹھہرو گے۔ اور فاسقوں اور نافرمانوں کا اللہ تعالیٰ مددگار نہیں ہوا کرتا تو بہر حال اسلام کی پہلی تیرہ صدیاں مختلف حالات میں اس طرح گزریں جس میں خلافت جمع ملوکیت رہی پھر بادشاہت رہی پھر اس عرصہ میں دین کی تجدید کے لئے مجدد بھی پیدا ہوتے رہے۔ یہ ایک علیحدہ مضمون ہے، اس کا ویسے تو میں ذکر نہیں کر رہا۔

## خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

لیکن جو بات میں نے کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشخبریاں دی تھیں اور جو پیشگوئیاں آپؐ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنی امت کو بتائی تھیں اس کے مطابق مسیح موعود کی آمد پر خلافت کا سلسلہ شروع ہونا تھا اور یہ خلافت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق دائمی رہنا تھا پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی اور یہ فرما کر آپؐ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل۔مشکوٰۃ کتاب الرقاق باب الانذار والتحذیر الفصل الثالث)

## خلافت دائمی ہے

پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس دور میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اس دائمی خلافت کے عینی شاہد بن گئے ہیں بلکہ اس کو ماننے والوں میں شامل ہیں اور اس کی برکات سے فیض پانے والے بن گئے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت ایک مبارک امت ہے۔ یہ نہیں معلوم ہو سکے گا کہ اس کا اول زمانہ بہتر ہے یا آخری زمانہ، یعنی دونوں زمانے شان وشوکت والے ہوں گے۔

## ابنائے فارس

اس آخری زمانے کی بھی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرما دی کہ وہ کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؐ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی جب آپؐ نے اس کی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہؓ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے۔ تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جو درجہ تو صحابہ کا رکھتے ہیں لیکن ابھی ان میں شامل نہیں ہوئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ اس آدمی نے تین دفعہ یہ سوال دوہرایا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ ہم میں بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے کندھے پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ واپس لے آئیں گے۔

یعنی آخرین سے مراد وہ زمانہ ہے جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور اس پر ایمان لانے والے، اس کا قرب پانے والے، اس کی صحبت پانے والے صحابہ کا درجہ رکھیں گے۔ پس جب ہم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور یہ زمانہ پانے کی توفیق عطا فرمائی جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کا درجہ دیا ہے۔ تو یہ بھی ضروری تھا کہ اس پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت بھی قائم رہے۔ یہاں یہ وضاحت کر دی ہے جیسا کہ پہلے حدیث (کی روشنی) میں مَیں نے کہا کہ مسیح موعود کی خلافت عارضی نہیں ہے بلکہ یہ دائمی خلافت ہوگی۔

## قدرت ثانیہ: خلافت

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس آیت کی کچھ وضاحت کرتا ہوں، آپؑ فرماتے ہیں:۔

’’اللہ تعالیٰ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے، دوسرے ایسے وقت جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے

ہیں تب خداتعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کوسنبھال لیتا ہے۔پس وہ جو اخیر تک صبر کرتے ہیں خداتعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشیں نادان مرتد ہو گئے اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خداتعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جوفرمایا تھا۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(النور:56)۔

یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا''۔

فرمایا:

''سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سواب ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے''۔

اور یہ وعدہ بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس لئے اس وقت تک ہے جو لوگ نیک اعمال بجالاتے رہیں گے وہ ہی خلافت سے چمٹے رہیں گے۔'' اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے۔اپنی موت کو قریب سمجھو۔تم نہیں جانتے کہ کسی وقت وہ گھڑی آ جائے گی''۔

اور فرمایا کہ:

'' چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں''۔اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کئی کھڑے ہو جائیں بیعت کرنے کے لئے بلکہ مختلف اوقات میں ایسے آتے رہیں

گے۔’’ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سوتم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 307)

## حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ذریعہ تمکنت دین

چنانچہ دیکھ لیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپؑ نے ہمیں خوشخبریاں بھی دے دی تھیں کہ آپؑ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے انشاء اللہ خلافت دائمی رہے گی اور دشمن دو خوشیاں کبھی نہیں دیکھ سکے گا کہ ایک تو وفات کی خبر اس کو پہنچے اور اس پر خوش ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر ایسے بھی تھے جنہوں نے خوشیاں منائیں اور پھر یہ کہ وہ جماعت کے ٹوٹنے کی خوشی دیکھ سکیں گے، یہ کبھی نہیں ہوگا۔ دشمن نے بڑا شور مچایا، بڑا خوش تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا کا ہمیں نظارہ بھی دکھایا۔ اور بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب کافی عمر رسیدہ ہو چکے ہیں، طبیعت کمزور ہو چکی ہے اور شاید اس طرح خلافت کا کنٹرول نہ رہ سکے اور شاید وہ خلافت کا بوجھ نہ اٹھا سکیں اور انجمن کے بعض عمائدین کا خیال تھا کہ اب ہم اپنی من مانی کر سکیں گے۔ کیونکہ عمر کی وجہ سے بہت سارے معاملات ایسے ہیں جو اگر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں نہ بھی پیش کریں تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا اور ان کو پتہ نہیں چلے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دشمن کی یہ تمام اندرونی اور بیرونی جو بھی تدبیریں تھیں ان کو کامیاب نہیں ہونے دیا اور اندرونی فتنے کو بھی دبا دیا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح ہر موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے اس فتنہ کو دبایا اور کتنے زور اور شدت سے اس کو دبایا اور کس طرح دشمن کا منہ بند کیا۔

آپؓ فرماتے ہیں:

’’چونکہ خلافت کا انتخاب عقل انسانی کا کام نہیں، عقل نہیں تجویز کر سکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوت انسانیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جناب الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ 255)

فرمایا کہ:

’’مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے‘‘۔

(الفرقان، خلافت نمبر۔مئی جون 1967ء صفحہ 28)

پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ:

’’کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے‘‘۔

(الفرقان، خلافت نمبر۔مئی جون 1967ء صفحہ 28)

## خلافت ثانیہ کا مبارک دور

پھر دنیا نے دیکھا کہ آپؓ کے ان پرزور خطابات سے اور جو آپ نے اس

وقت براہ راست انجمن پر بھی ایکشن لئے، جتنے وہ لوگ باتیں کرنے والے تھے وہ سب بھیگی بلّی بن گئے، جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔ اور وقتی طور پر ان میں کبھی کبھی اُبال آتا رہتا تھا اور مختلف صورتوں میں کہیں نہ کہیں جا کر فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے لیکن انجام کار رسوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں ملا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد پھر انہی لوگوں نے سر اٹھایا اور ایک فتنہ برپا کرنے کی کوشش کی، جماعت میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی اور بہت سارے پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل بھی کر لیا، کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اگر خلافت کا انتخاب ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو ہی جماعت خلیفہ منتخب کرے گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ان شور مچانے والوں کو، انجمن کے عمائدین کو یہ بھی کہہ دیا کہ مجھے کوئی شوق نہیں خلیفہ بننے کا، تم جس کے ہاتھ پر کہتے ہو میں بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جماعت جس کو چنے گی میں اسی کو خلیفہ مان لوں گا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا ان لوگوں کو پتہ تھا کہ اگر انتخاب خلافت ہوا تو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی خلیفہ منتخب ہوں گے۔ اس لئے وہ اس طرف نہیں آتے تھے اور یہی کہتے رہے کہ فی الحال خلیفہ کا انتخاب نہ کروایا جائے۔ ایک، دو، چار دن کی بات نہیں، چند مہینوں کے لئے اس کو آگے ٹال دیا جائے، آگے کر دیا جائے اور یہ بات کسی طرح بھی جماعت کو قابل قبول نہ تھی۔ جماعت تو ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونا چاہتی تھی۔ آخر جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کو خلیفہ منتخب کیا اور آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس وقت بھی مخالفین کا یہ خیال تھا کہ جماعت کے کیونکہ پڑھے لکھے لوگ ہمارے ساتھ ہیں اور خزانہ ہمارے پاس ہے اس لئے چند دنوں بعد ہی یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمت کا ہاتھ رکھا اور خوف کی حالت کو پھر امن میں بدل دیا اور دشمنوں کی ساری امیدوں پہ پانی پھیر دیا اور ان کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ پھر خلافت ثانیہ میں 1934ء میں ایک فتنہ اٹھا اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دبا دیا اور جماعت کو مخالفین کوئی گزند نہیں پہنچا سکے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم پتہ نہیں کیا کر دیں گے۔ پھر 1953ء میں فسادات اٹھے۔ جب پاکستان بن گیا اس وقت دشمن کا خیال تھا کہ اب ہماری حکومت ہے یہاں انگریزوں کی حکومت نہیں رہی اب یہاں انصاف تو ہم نے ہی دینا ہے اور ان لوگوں کو انصاف کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا اس لئے اب تو جماعت ختم ہوئی کہ ہوئی۔ لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو ان سخت حالات اور خوف کی حالت سے ایسا نکالا کہ دنیا نے دیکھا کہ جو دشمن تھے وہ تو تباہ و برباد ہو گئے، وہ تو ذلیل وخوار ہو گئے لیکن جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نئی شان کے ساتھ پھر آگے قدم بڑھاتی ہوئی چلتی چلی گئی۔

غرض یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دَور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپؓ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دُنیا میں مشن قائم ہوئے۔ افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر ذاتی ہدایات دے کر۔ اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔ خود مبلغین کو براہِ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّ و بدل کی۔ اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصاراللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُور رس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ واری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔ اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ اگر یہ

احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعال ہیں اور آج جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی اسی سلسلے میں اپنا اجتماع کر رہی ہے۔ تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں جاری فرمائی۔ پھر تحریک جدید کا قیام ہے۔ جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا اس وقت آپؓ نے تحریک جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔ پھر وقف جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں تبلیغ کے لئے تھا۔ اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی۔ غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کر سکتا اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو بھی پورے کرنے والے ہو گئے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

## خلیفہ خدا بناتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''جو خلیفہ مقرر کیا جاتا ہے اس میں دیکھا جاتا ہے کہ اس نے کل خیالات کو یکجا جمع کرنا ہے۔ اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے۔ ممکن ہے کسی ایک بات میں دوسرا شخص اس سے بڑھ کر ہو۔ ایک مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر کے لئے صرف یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ پڑھاتا اچھا ہے کہ نہیں یا اعلیٰ ڈگری پاس ہے یا نہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے ماتحت اس سے بھی اعلیٰ ڈگری یافتہ ہوں۔ اس نے انتظام کرنا ہے، افسروں سے معاملہ کرنا ہے، ماتحتوں سے سلوک کرنا ہے یہ سب باتیں اس میں دیکھی جاویں گی۔ اسی طرح سے خدا کی طرف سے جو خلیفہ ہوگا اس کی مجموعی حیثیت کو دیکھا جاوے گا۔ خالد بن ولید جیسی تلوار کس نے چلائی؟ مگر خلیفہ ابوبکر ہوئے۔ اگر آج کوئی کہتا ہے کہ یورپ میں میری قلم کی دھاک مچی ہوئی ہے تو وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ خلیفہ وہی ہے جسے خدا نے بنایا۔ خدا نے جس کو چن لیا اُس کو چن لیا۔ خالد بن ولید نے 60 آدمیوں کے ہمراہ 60 ہزار آدمیوں پر فتح پائی۔ عمرؓ نے ایسا نہیں کیا''۔

''مگر خلیفہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ہوئے۔ حضرت عثمانؓ کے وقت میں بڑے جنگی سپہ سالار موجود تھے، ایک سے ایک بڑھ کر جنگی قابلیت رکھنے والا ان میں موجود تھا۔ سارے جہان کو اس نے فتح کیا، مگر خلیفہ عثمانؓ ہی ہوئے۔ پھر کوئی تیز مزاج ہوتا ہے، کوئی نرم مزاج، کوئی متواضع، کوئی منکسر المزاج ہوتے ہیں، ہر ایک کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے جس کو وہی سمجھتا ہے۔ جس کو معاملات ایسے پیش آتے ہیں۔''

(خطبات محمود جلد4 صفحہ 73,72)

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو بشارت

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

''میں ایسے شخص کو جس کو خدا تعالیٰ خلیفہ ثالث بنائے ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر کھڑا ہو جائے گا تو اگر دنیا کی حکومتیں بھی اس سے ٹکر لیں گی وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں گی''۔

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 18)

چنانچہ ہم نے دیکھا کہ جس بھی حکومت نے ٹکّر لی اس کے اپنے ٹکڑے ہو گئے۔ اور پھر خلافت رابعہ میں بھی یہی نظارے ہمیں نظر آئے۔

ایک اور جگہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چھٹی ساتویں خلافت تک کا بھی ذکر کیا ہوا ہے۔ تفصیل تو میں آگے بتاتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ یہ سب لوگ مل کر جو فیصلہ کریں گے وہ تمام جماعت کے لئے قابلِ قبول ہوگا۔ یعنی انتخاب خلافت کمیٹی کے بارے میں۔ اور جماعت میں سے

جوشخص اس کی مخالفت کرے گا وہ باغی ہوگا اور جب بھی انتخاب خلافت کا وقت آئے اور مقررہ طریق کے مطابق جو بھی خلیفہ چنا جائے میں اس کو ابھی سے بشارت دیتا ہوں کہ اگر اس قانون کے ماتحت وہ چنا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہوگا، اور جو بھی اس کے مقابل میں کھڑا ہوگا، وہ بڑا ہو یا چھوٹا ذلیل کیا جائے گا اور تباہ کیا جائے گا۔

## خلیفہ ءوقت کے حکم کی تعمیل

پھر آپ فرماتے ہیں کہ خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔

(خطبہ جمعہ 24/جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31/جنوری 1936ء)

## خلافت ثالثہ کا مبارک دور

پھر خلافت ثالثہ کا دور آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات کے بعد پھر اندرونی اور بیرونی دشمن تیز ہوا۔ لیکن کیا ہوا؟ کیا جماعت میں کوئی کمی ہوئی؟ نہیں، بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق پہلے سے بڑھ کر ترقیات کے دروازے کھولے۔ مشنوں میں مزید توسیع ہوئی۔ افریقہ میں بھی، یورپ میں بھی اور پھر افریقہ کے دورے کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کا اجراء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق، ایک رؤیا کے مطابق ہسپتال کھولے گئے۔ سکول کھولے گئے، ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔ بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفین زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے خلیفہ ءوقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبے سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفہ ءوقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ پھر سکولوں میں ہزاروں لاکھوں طلباء اب تک پڑھ چکے ہیں بڑی بڑی پوسٹ پر قائم ہیں۔ ہمارے گھانا کے ڈپٹی منسٹر آف انرجی جو ہیں انہوں نے احمدیہ سکول میں شروع میں کچھ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک سکول سے دوسرے سکول میں چلے گئے وہ بھی احمدیہ سکول ہی تھا۔ اور آج ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا رتبہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں۔ افریقن ملکوں میں جائیں تو دیکھ کر پتہ لگتا ہے۔ یہ سب جو فیض ہیں اس وجہ سے ہیں کہ ڈاکٹر ہوں یا ٹیچر، ایک جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں اور یہ سوچ ان کے پیچھے ہوتی ہے کہ ہم جو بھی کام کر رہے ہیں ایک تو ہم نے دعا کرنی ہے، خود اللہ تعالیٰ سے فضل مانگنا ہے اور پھر خلیفۃ المسیح کو لکھتے چلے جانا ہے تاکہ ان کی دعاؤں سے بھی ہم حصہ پاتے رہیں۔ اور یہ جو افریقن ممالک میں ہمارے سکول اور کالج ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا بھی ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ کل ہی سیرالیون کی رہنے والی خاتون بچوں کے ساتھ مجھے ملنے آئیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں تو خاندان میں اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا۔ احمدیہ سکول میں میں نے تعلیم حاصل کی اور وہیں سے مجھے احمدیت کا پتہ لگا اور بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کر رہی تھیں۔ وہ بڑی مخلص احمدی خاتون ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں جو ہمارے ان سکولوں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہوئے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ پھر خلافت ثالثہ میں ہی آپ دیکھ لیں، 74ء کا فساد ہوا اس وقت ان کا خیال تھا کہ اب تو احمدیت ختم ہوئی کہ ہوئی، ایک قانون پاس کر دیا کہ ہم ان کو

غیر مسلم قرار دے دیں گے تو پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ کئی شہید کئے گئے، جانی نقصان کے ساتھ ساتھ مالی نقصان بھی پہنچایا گیا۔ کاروبار لوٹے گئے، گھروں کو آگیں لگا دی گئیں، دکانوں کو آگیں لگا دی گئیں، کارخانوں کو آگیں لگا دی گئیں۔ لیکن ہوا کیا؟ کیا احمدیت ختم ہو گئی۔ پہلے سے بڑھ کر اس کا قدم اور تیز ہو گیا، باپ کو بیٹے کے سامنے قتل کیا گیا، بیٹے کو باپ کے سامنے قتل کیا تو کیا خاندان کے باقی افراد نے احمدیت چھوڑ دی؟ ان میں اور زیادہ ثبات قدم پیدا ہوا، ان میں اور زیادہ اخلاص پیدا ہوا۔ ان میں اور زیادہ جماعت کے ساتھ تعلق پیدا ہوا۔ دشمن کی کوئی بھی تدبیر کبھی بھی کارگر نہیں ہوئی اور کبھی کسی کے ایمان میں لغزش نہیں آئی۔ اور پھر اب دیکھیں کہ ان نیکیوں پہ قائم رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو جو جانی نقصان ہوا یا جن خاندانوں کو اپنے پیاروں کا جانی نقصان برداشت کرنا پڑا، اگلے جہان میں تو اللہ تعالیٰ نے جزا دینی ہے اللہ نے اُن کو اِس دنیا میں بھی بے انتہا نوازا ہے۔ مالی لحاظ سے بھی اور ایمان کے لحاظ سے بھی۔ جو پاکستان میں رہے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے کاروباروں میں برکت دی۔ کئی لوگ ملتے ہیں جن کے ہزاروں کے کاروبار تھے اب لاکھوں میں پہنچے ہوئے ہیں۔ جن کے لاکھوں کے کاروبار تباہ کئے گئے تھے ان کے کاروبار کروڑوں میں پہنچے ہوئے ہیں اور آپ لوگ بھی جو یہاں نکلے، اسی وجہ سے نکلے، آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی لئے نکلنے کا موقع دیا کہ جماعت پر پاکستان میں تنگیاں اور سختیاں تھیں۔ اور یہاں آ کے اگر نظر کریں پچھلے حالات میں اور اب کے حالات میں تو آپ کو خود نظر آ جائے گا کہ آپ پہ اللہ تعالیٰ کے کتنے فضل ہوئے ہیں۔ مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے کتنا آپ کو مضبوط کر دیا ہے۔ اب اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے آگے مزید جھکیں اور اس کے عبادت گزار بنتے چلے جائیں۔ اپنی نسلوں میں بھی یہ بات پیدا کریں کہ سب کچھ جو تم فیض پا رہے ہو یہ اس سختی اور تنگی کا فیض ہے جو جماعت پہ پاکستان میں تھی اور آج ہم اس کی وجہ سے کشائش میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ نیک اعمال بجالانے کی شرط قائم ہے اور ہر وقت قائم ہے۔

## خلافت رابعہ کا مبارک دور

پھر خلافت رابعہ کا دور آیا۔ پھر دشمن نے کوشش کی کسی طرح فتنہ وفساد پیدا کیا جائے لیکن جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہوگئی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خوف کی حالت کو امن میں بدل دیا۔ انتخاب خلافت کے ان حالات کے بعد جو بڑی سختی کے چند دن یا ایک آدھ دن تھے دشمن نے جب وہ سکیم ناکام ہوتی دیکھی تو پھر دو سال بعد ہی خلافت رابعہ میں، 84ء میں، پھر ایک اور خوفناک سکیم بنائی کہ خلیفۃ المسیح کو بالکل عضوِ معطّل کی طرح کر کے رکھ دو۔ وہ کوئی کام نہ کر سکے۔ اور جب وہ کوئی کام نہیں کر سکے گا تو جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی اور جب جماعت میں بے چینی پیدا ہو گی تو ظاہر ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی جائے گی، اس کا شیرازہ بکھرتا چلا جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی تدبیر پر اپنی تدبیر کو کیسے حاوی کیا۔ ان کی ہر تدبیر کو کس طرح الٹا کے مارا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وہاں سے نکلنے کے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چھپ کے نکلے۔ کھلے طور پر نکلے اور سب کے سامنے نکلے اور کراچی سے دن کے وقت یا صبح شروع وقت کی ہی وہ فلائیٹ تھی۔ بہرحال وہاں کوشش بھی کی گئی کہ روکا جائے لیکن وہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور وہ نہیں پہچان سکے۔ جماعت میں اس سے بڑی سچائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے ہجرت کی ہے تو جو اس وقت سلوک ہوا تھا اس سلوک کی کچھ جھلکیاں ہم نے اس ہجرت کے وقت بھی دیکھیں اور جس سے ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت پہنچی ہمارے ایمان مزید مضبوط ہوئے۔ پھر یہاں پہنچ کر بیرونی ممالک میں جماعتوں کو مشنوں کو منظّم کرنے کا کام بہت وسعت اختیار کر گیا۔ اور اسی طرح دعوت الی اللہ کا کام بھی بہت وسیع ہو گیا۔ اور پھر لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں جماعت میں داخل ہونا شروع ہو گئے، پھر ایم ٹی اے کا اجراء ہوا، ایک ملک میں تو پلان تھا کہ یہاں خلیفۃ المسیح کی آواز کو روک دیا جائے لیکن ایم ٹی اے نے

تمام دنیا میں وہ آواز پہنچا دی اور دشمن کی تدبیریں پھر ناکام ہو کر ان پر لوٹ گئیں۔ پہلے تو مسجد اقصیٰ ربوہ میں خلیفۃ المسیح کا خطبہ سنتے تھے اب ہر شہر میں، ہر گاؤں میں، ہر گھر میں یہ آواز پہنچ رہی ہے۔ پھر افریقہ میں خدمت انسانیت کے کام کو اس دور میں بڑی وسعت دی گئی۔ غرض کہ ایک انتہائی ترقی کا دور تھا اور ہر روز جو دن چڑھ رہا تھا وہ ایک نئی ترقی لے کر آ رہا تھا۔ دشمن خیال کرتا ہے یا انسان اپنی سوچ سے بعض اوقات سوچتا ہے کہ یہاں انتہاء ہو گئی اور اب اس سے زیادہ ترقی کیا ہو گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے نظارے دکھاتا ہے کہ انسان کی سوچ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔

## خلافت خامسہ کا مبارک دور

پھر آپ کی وفات کے بعد دشمنوں کا خیال تھا کہ اب تو یہ جماعت گئی کہ گئی اب بظاہر کوئی نظر نہیں آتا کہ اس جماعت کو سنبھال سکے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے سب نے دیکھے۔ بچوں نے بھی اور نوجوانوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اپنے ایمانوں کو مضبوط کیا۔ حتیٰ کہ غیر از جماعت بھی کیا مسلمان اور کیا غیر مسلمان سب نے ہی یہ نظارے دیکھے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعے یہ ہر جگہ پہنچ رہے تھے۔ لندن میں مجھے کسی نے بتایا کہ ایک سکھ نے کہا کہ ہم بڑے حیران ہوئے آپ لوگوں کا یہ سارا انظام دیکھ کر اور پھر انتخاب خلافت کا سارا نظارہ دیکھ کر۔ پاکستان میں ہمارے ڈاکٹر نوری صاحب کے پاس ایک غیر از جماعت بڑے پیر ہیں یا عالم ہیں وہ آئے (مریض تھے اس لئے آتے رہے) اور ساری باتیں پوچھتے رہے کہ کس طرح ہوا، کیا ہوا اور پھر بتایا کہ میں نے بھی ایم ٹی اے پر دیکھا تھا۔ دشمن بھی وہ جس طرح کہتے ہیں نہ کہ کھلے طور پر تو نہیں دیکھتے لیکن چھپ چھپ کر ایم ٹی اے دیکھتے ہیں۔ یہ سارے نظارے دیکھے اور ڈاکٹر صاحب کو کہنے لگے کہ یہ ایسا نظارہ تھا جو حیرت انگیز تھا۔ اور باتوں میں ڈاکٹر صاحب نے کہا ٹھیک ہے آپ کو پھر تسلیم کرنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ سچی ہے کہتے ہیں کہ یہ تو میں نہیں کہتا، یہ مجھے ابھی بھی یقین ہے کہ جماعت احمدیہ سچی نہیں ہے لیکن یہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت آپ کے ساتھ ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہمارے ساتھ ہو گئی تو پھر اور کیا چیز رہ گئی۔ یہ آنکھوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہے اور دلوں پر پردے پڑے ہونے کی بات ہی ہے۔

اب اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو خلافت کے منصب پر فائز کیا کہ اگر دنیا کی نظر سے دیکھا جائے تو شاید دنیا کے لوگ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ دنیا کا محتاج نہیں ہے جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ:

''خوب یاد رکھو کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ انسانوں کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب اپنی خلافت کے زمانے میں چھ سال متواتر اس مسئلے پر زور دیتے رہے کہ خلیفہ خدا مقرر کرتا ہے، نہ انسان۔ اور درحقیقت قرآن شریف کو غور سے مطالعہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ بھی خلافت کی نسبت انسانوں کی طرف نہیں کی گئی بلکہ ہر قسم کے خلفاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ انہیں ہم بناتے ہیں۔

(انوارالعلوم جلد 2 صفحہ 11)

## خلیفہ کو علوم عطا کئے جاتے ہیں

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ جس شخص کو خلافت پر کھڑا کرتا ہے وہ اس کو زمانے کے مطابق علوم بھی عطا کرتا ہے اگر وہ احمق، جاہل اور بیوقوف ہوتا ہے''۔ پھر فرمایا کہ:

''اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ خود خدا بناتا ہے اس کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جب کسی کو خدا خلیفہ بناتا ہے تو اسے اپنی صفات بخشتا ہے۔ اور اگر وہ اسے اپنی صفات نہیں بخشتا تو خدا تعالیٰ کے خود خلیفہ بنانے کے معنی ہی کیا ہیں''۔

(الفرقان۔مئی جون1967ء صفحہ 37)

میں جب اپنے آپ کو دیکھتا ہوں، اپنی نااہلی اور کم مائیگی کو دیکھتا ہوں اور میرے سے زیادہ میرا خدا مجھے جانتا ہے کہ میرے اندر کیا ہے تو اس وقت ہر لمحے اللہ تعالیٰ کی قدرت یاد آ جاتی ہے۔

مکرم میر محمود احمد صاحب نے ایک شعر کہا ؎

مجھ کو بس ہے میرا مولیٰ، میرا مولیٰ مجھ کو بس
'کیا خدا کافی نہیں ہے' کی شہادت دیکھ لی

اس کی بیک گراؤنڈ جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ایک تو 'کیا خدا کافی نہیں' کی شہادت 'اَلَیسَ ا للّٰہ' کی انگوٹھی ہے جو خلیفۃ المسیح کو ملتی ہے۔ اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین انگوٹھیاں تھیں جو آپؑ کے تین بیٹوں کو ملیں۔ اور جو 'مولیٰ بس' کی انگوٹھی تھی (ایک انگوٹھی جس پر 'مولیٰ بس' کا الہام کندہ تھا)۔ وہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے حصہ میں آئی تھی اور یہ میں نے پہنی ہوئی ہے۔ اس کے بعد میرے والد صاحب حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو ملی اور ان کی وفات کے بعد میری والدہ نے مجھے دے دی۔ میں تو اس کو بڑی سنبھال کے رکھتا تھا، پہنتا نہیں تھا لیکن انتخاب خلافت کے بعد میں نے یہ پہننی شروع کی ہے۔ تو 'مولیٰ بس' کے نظارے اور 'کیا خدا کافی نہیں ہے' کے نظارے مجھے تو ہر لحہ نظر آتے ہیں کیونکہ اگر ویسے میں دیکھوں تو میری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

## خلافت ایک مضبوط گرہ

لوگوں کے دلوں میں محبت اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ کوئی انسان محبت پیدا نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھا دے۔ تو مخالفوں کی خوشیوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح پامال کیا۔ اب بھی بعض مخالفین شور مچاتے ہیں، منافقین بھی بعض باتیں کر جاتے ہیں۔ وہ چاہے جتنا مرضی شور مچالیں، جتنا مرضی زور لگالیں، خلافت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے اور جب تک اللہ چاہے گا یہ رہے گی اور جب چاہے گا مجھے اٹھالے گا اور کوئی نیا خلیفہ آ جائے گا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ کے الفاظ میں میں کہتا ہوں کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہٹا سکے یا فتنہ پیدا کر سکے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہے اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے۔ افریقہ میں بھی مَیں دورہ پر گیا ہوں ایسے لوگ جنہوں نے کبھی دیکھا نہیں تھا اس طرح ٹوٹ کر انہوں نے محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح برسوں کے بچھڑے ملے ہوتے ہیں یہ سب کیا ہے؟ جس طرح ان کے چہروں پر خوشی کا اظہار میں نے دیکھا ہے، یہ سب کیا ہے؟۔ جس طرح سفر کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کر کے وہ لوگ آئے، یہ سب کچھ کیا ہے؟۔ کیا دنیا دکھاوے کے لئے یہ سب خلافت سے محبت ہے جو ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ تو جس چیز کو اللہ تعالیٰ پیدا کر رہا ہے وہ انسانی کوششوں سے کہاں نکل سکتی ہے۔ جتنا مرضی کوئی چاہے، زور لگا لے۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں کو باقاعدہ میں نے آنسوؤں سے روتے دیکھا ہے۔ تو یہ سب محبت ہی ہے جو خلافت کی ان کے دلوں میں قائم ہے۔ بچے اس طرح بعض دفعہ دائیں بائیں سے نکل کے سیکیورٹی کو توڑتے ہوئے آ کے چمٹ جاتے تھے۔ وہ محبت تو اللہ تعالیٰ نے بچوں کے دل میں پیدا کی ہے، کسی کے کہنے پہ تو نہیں آ سکتے۔ اور پھر ان کے ماں باپ اور دوسرے ارد گرد لوگ جو اکٹھے ہوتے تھے ان کی محبت بھی دیکھنے والی ہوتی تھی۔ پھر اس بچے کو اس لئے وہ پیار کرتے تھے کہ تم خلیفہ وقت سے چمٹ کے اور اس سے پیار لے کر آئے ہو۔ یہ سب باتیں احمدیت کی سچائی کی دلیل ہیں۔ اگر کسی کی نظر ہو دیکھنے کی تبھی دیکھ سکتا ہے۔ چند لوگ اگر مرتد ہوتے ہیں یا منافقانہ باتیں کرتے ہیں تو ان کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ ایک بدفطرت اگر جاتا ہے تو جائے، اچھا ہے خس کم جہاں پاک۔ وہ اپنے بدانجام کی طرف قدم بڑھا رہا ہے وہی اس کا انجام مقدر تھا جس کی طرف جا رہا ہے۔ لیکن جب اس کے مقابل پر ایک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سینکڑوں سعید روحوں کو احمدیت میں داخل کرتا ہے۔

## خدا تعالیٰ کے وعدے ضرور پورے ہوں گے

یاد رکھیں وہ سچے وعدوں والا خدا ہے۔ وہ آج بھی اپنے پیارے مسیح کی اس پیاری جماعت پر ہاتھ رکھے ہوئے ہے۔ وہ ہمیں کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا اور کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ آج بھی اپنے مسیح سے کئے ہوئے وعدوں کو اسی طرح پورا کر رہا ہے جس طرح وہ پہلی خلافتوں میں کرتا رہا ہے۔ وہ آج بھی اسی طرح اپنی رحمتوں اور فضلوں سے نواز رہا ہے جس طرح پہلے وہ نوازتا رہا ہے اور انشاء اللہ نوازتا رہے گا۔ پس ضرورت ہے تو اس بات کی کہ کہیں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہ کر کے خود ٹھوکر نہ کھا جائے۔ اپنی عاقبت خراب نہ کر لے۔ پس دعائیں کرتے ہوئے اور اس کی طرف جھکتے ہوئے اور اس کا فضل مانگتے ہوئے ہمیشہ اس کے آستانہ پر پڑے رہیں اور اس مضبوط کڑے کو ہاتھ ڈالے رکھیں تو پھر کوئی بھی آپ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

27 مئی 2005ء کو خطبہ جمعہ میں حضور انور نے خلافت کے مقام کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

## 27 مئی کا تاریخی دن

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی تاریخ کا وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں شامل لوگوں کی، آپؑ کی وفات کے بعد، خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور اپنے وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ کو تمکنت عطا فرمائی یعنی اس شان اور مضبوطی کو قائم رکھا جو پہلے تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی فعلی شہادت سے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور نبی تھے اور آپؑ وہی خلیفۃ اللہ تھے جس نے چودھویں صدی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ہوئی شریعت کو دوبارہ دنیا میں قائم کرنا تھا اور آپؑ کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ کا سلسلہ خلافت تا قیامت جاری رہنا تھا۔

## خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت

پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعت احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ گزشتہ مثالیں تو بہت ساری ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد، پھر حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات کے بعد، پھر حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد۔ لیکن جیسے کہ میں پہلے بھی ایک دفعہ بتا چکا ہوں کہ خلافت خامسہ کے انتخاب کی کارروائی دیکھ کر، جو ایم ٹی اے پر دکھائی گئی تھی، مخالفین نے یہ اعتراف کیا کہ تمہارے سچے ہونے کا تو ہمیں پتہ نہیں لیکن یہ بہرحال پتہ لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے۔ تو بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ پر بہت بڑا احسان ہے اور اس کی نعمت ہے جس کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اور یہ شکر ہی ہے جو اس نعمت کو مزید بڑھاتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَ زِيْدَنَّكُمْ یعنی اگر تم شکر گزار بنے رہو تو میں اور بھی زیادہ دوں گا۔ اس نعمت کے جو افضال ہیں ان سے میں تمہیں بھرتا چلا جاؤں گا۔

## خلافت احمدیہ دائمی ہے

بہرحال ایک تو اس دن کی اہمیت کی وجہ سے، آج 27 مئی ہے، اور دوسرے جو اس خطبے کا محرک بنا ہے وہ ایک مضمون ہے جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب نے لکھا تھا لیکن آج کل اس کو کوئی شخص مختلف لوگوں کو بھیج رہا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو خلافت کا مقام واضح کرنے کے لئے لکھا تھا اور اس کی وضاحت میں اپنے ذوق کے

مطابق اس بات کا بھی ذکر فرمایا تھا کہ خلافت جماعت احمدیہ میں کب تک چلے گی یا اس کی کیا صورت ہو گی۔لیکن یہ بات بہرحال واضح ہے اور اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ جماعت میں کسی وقت بھی کسی انتشار کا پھیلانا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذہن میں نہیں تھا یا مقصد نہیں تھا۔لیکن اس شخص نے جو آج کل مختلف لوگوں کو یہ مضمون بھیج رہا ہے اس کے عمل سے یہ لگتا ہے کہ جماعت خلافت کے بارے میں شکوک وشبہات میں گرفتار ہو۔مثلاً اس سے لگتا ہے کہ اس کی نیت نیک نہیں ہے کہ بذریعہ ڈاک جن کو بھی مضمون فوٹو کاپی کر کے بھجوایا گیا اس پر لکھا گیا ہے، ایک مہر لگائی ہے کہ ایک احمدی بھائی کا تحفہ۔اب اگر نیک نیت تھا تو نام کے ساتھ بلکہ نظام جماعت سے یا مجھ سے پوچھ کر بھیج سکتا تھا کہ اس طرح اس مضمون کی میں اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ بڑی ہوشیاری دکھائی ہے کہ مضمون انہی الفاظ میں بھیجا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔خلیفہ معزول نہیں کیا جا سکتا وغیرہ کی وضاحتیں بھی اس میں ہیں۔لیکن حضرت میاں صاحب کے اس نظریے کو بھی اجاگر کیا گیا ہے کہ ایک وقت میں خلافت کی جگہ ملوکیت لے لے گی یعنی بادشاہت آ جائے گی۔تو بہرحال یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا ایک ذوقی نظریہ تھا۔اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس وقت اِس کا علم ہونے کے بعد اس نظریے کی تردید میں ایک وضاحت بھی شائع فرمائی تھی۔ آگے وضاحت میں کچھ باتیں کھولوں گا۔ تو ان صاحب کی حرکت سے لگتا ہے جیسے وہ یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے چار خلفاء کی خلافت تو ٹھیک تھی لیکن اب خلافت نہیں رہی۔ بہرحال اس بارے میں اسی مضمون سے دکھاؤں گا جو حضرت میاں صاحب کا ہے کہ یہ ان صاحب کی عقل کا قصور ہے اور جن کو یہ مضمون بھیجے گئے ہیں ان میں سے بھی اگر کسی کے دل میں کوئی شک، کوئی شبہ ہے تو وہ بھی دور ہو جائے۔

## خلافت کا وعدہ نیک اعمال کرنے والوں سے ہے

لیکن اس سے پہلے جو میں نے آیت تلاوت کی ہے اس کی کچھ وضاحت کروں گا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ، تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا۔ اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے ۔میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

یعنی خلافت قائم رکھنے کا وعدہ ان لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو ولعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام واستحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔

## کوئی عقل مند آدمی خلیفہ بننے کا سوچ بھی نہیں سکتا

اب مثلاً ایک صاحب نے مجھے لکھا، شروع کی بات ہے، کہ تم بڑی پلاننگ کر کے خلیفہ بنے ہو۔ پلاننگ کیا تھی؟ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کا اعلان الفضل اور ایم ٹی اے پر تمہاری طرف سے ہوتا تھا تا کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہوں۔اِنَّا لِلّٰہ ۔ یہ میری مجبوری تھی اس لئے کہ حسب قواعد مجھے ناظر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے یہ کرنا تھا۔ بہر حال جرأت اس شخص میں بھی نہیں جس نے یہ لکھا کیونکہ یہ بے نام خط تھا۔ تو ایسا شخص تو خود منافق ہے۔ اگر خلافت پر اعتماد نہیں تو پھر احمدی رہنے کا بھی فائدہ نہیں۔ اور اگر پھر بھی ایسا شخص اپنے آپ کو احمدی ثابت کرتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مختصراً بتا دوں کہ اس وقت میرا تو یہ حال تھا کہ جب نام پیش ہوا تو میں ہل کر رہ گیا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا کہ کسی کا بھی ہاتھ میرے حق میں کھڑا نہ ہو۔ اور اس تمام کارروائی کے دوران جو میری حالت تھی وہ میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے۔ یہ تو بے وقوفوں والی بات ہے کسی کا یہ سوچنا کہ خلافت کے لئے کوئی اپنے آپ کو پیش کرے۔ عموماً غیر مجھ سے پوچھتے ہیں تو اُن کو میں ہمیشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ جواب دیا کرتا ہوں، ان سے بھی کسی نے پوچھا تھا کہ کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ منتخب ہو جائیں گے۔ تو ان کا جواب یہ تھا کہ کوئی عقلمند آدمی یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔ تو یہ صاحب لکھنے والے یا تو مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنی بات کی یہ خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں (جس سے لگتا ہے کہ یہ بیوقوف نہیں سمجھتے) کیونکہ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ تم نے بڑی ہوشیاری سے اپنا نام پیش کروایا۔ بہر حال مختلف وقتوں میں شیطان اپنی چالیں چلتا رہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''یاد رہے کہ اگرچہ قرآن کریم میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو اس امت میں خلافت دائمی کی بشارت دیتی ہیں۔ اور احادیث بھی اس بارہ میں بہت سی بھری پڑی ہیں۔ لیکن بالفعل اس قدر لکھنا اُن لوگوں کے لئے کافی ہے جو حقائق ثابت شدہ کو دولت عظمیٰ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں اور اسلام کی نسبت اس سے بڑھ کر اور کوئی بداندیشی نہیں کہ اس کو مردہ مذہب خیال کیا جائے اور اس کی برکات کو صرف قرنِ اوّل تک محدود رکھا جاوے''۔

(شہادة القرآن ۔روحانی خزائن جلد 6۔صفحہ 355)

## خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا جائے گا

پس اس کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم ان بحثوں میں پڑیں کہ خلافت کب تک رہنی ہے اور کب ملوکیت میں بدل جانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نیک اعمال کرنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور خلافت کا سلسلہ ہمیشہ چلتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی بداندیشی نہیں کہ اسلام کو مردہ مذہب خیال کیا جاوے اور برکات کو صرف قرن اوّل تک محدود رکھا جائے۔ شروع سالوں تک جو اسلام کے ابتدائی سال تھے ان تک محدود رکھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی بداندیشی ہے کہ یہ کہا جائے کہ پہلی چار خلافتوں کے مقابل پر چار خلافتیں آ گئیں اور بس۔ اللہ تعالیٰ میں صرف اتنی قدرت تھی کہ پہلی خلافت راشدہ کے عرصہ کو تقریباً تین گنا کر کے خلافت کے انعام سے نوازے اور اس کے بعد اس کی طاقتیں ختم ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہ ۔ اور جیسا کہ میں حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس سے دکھا آیا ہوں کہ اگر کسی کی ایسی سوچ ہے تو غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو پورا کرتا ہے ہاں تم میں سے ہر ایک اپنے عملوں کی فکر کرے۔

## جماعت کی خلافت سے سچی وفا

اب میں مختصراً ان صاحب کی طرف آتا ہوں جنہوں نے بڑی ہوشیاری سے مضمون پھیلا کر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اپنی طرف سے ایسے لوگوں کو آلۂ کار بنانے کی کوشش کی ہے جو شاید اس سوچ میں پڑ جائیں لیکن انہیں پتہ نہیں کہ جماعت کی اکثریت خلافت سے سچی وفا اور محبت رکھنے والی ہے اور وہ جن کو یہ مضمون بھجوائے گئے ہیں انہوں نے نظام کو یا مجھے اس سے آگاہ کر دیا ، ہمیں بھجوا دیئے۔ شیطان نے

ایک چال چلی تھی لیکن وہ ناکام ہوگیا۔لیکن جماعت کو بتانا میرا فرض ہے کہ وہ آئندہ محتاط رہیں۔ان صاحب نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کی اس بات کو انڈر لائن کیا ہے کہ کسی نبی کے بعد خلافت متصلہ کا سلسلہ دائمی طور پر نہیں چلتا بلکہ صرف اس وقت تک چلتا ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ نبوت کے کام کی تکمیل کے لئے ضروری خیال فرمائے اور اس کے بعد ملوکیت کا دَور آجاتا ہے یعنی تسلسل قائم نہیں رہتا۔ ایک کے بعد دوسرا خلیفہ نہیں آتا۔ روحانی طور پر سلسلہ ختم ہوجائے گا۔لیکن یہاں بھی واضح ہو کہ کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن تھا مکمل ہوگیا ہے؟ جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ حضرت میاں صاحب کا اپنا نظریہ تھا اور اس بارے میں ایک دو اور جگہ اس مضمون میں جو میں نے الفاظ پڑھے ہیں اس سے ملتے جلتے الفاظ ہیں لیکن یہ صاحب حضرت میاں صاحب کے اُسی مضمون میں یہ الفاظ بھی پڑھ لیں کہ سچے خلفاء کی علامات کیا ہیں۔آپ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ پہلی اور ظاہری علامت یہ ہے کہ مومنوں کی جماعت کسی شخص کو اتفاق رائے یا کثرت رائے سے خلیفہ منتخب کرے۔

## خلافت خامسہ کا انتخاب

اب یہ صاحب بتائیں کہ کیا خلافت خامسہ کے انتخاب میں یہ نہیں ہوا مجلس انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی ہے۔اور اس بات کی وضاحت بھی حضرت میاں صاحب نے مضمون میں کی ہوئی ہے۔بہرحال میں میاں صاحب کے حوالوں سے اس لئے بات کر رہا ہوں کہ ان کے مضمون میں ہی جواب موجود ہیں۔اور یہ بھی کہ تم جلد بازی نہ کرو۔ پھر آپ لکھتے ہیں۔ دوسری علامت یہ ہے جو باطنی علامتوں میں سے ہونے کی وجہ سے کسی قدر غور اور مطالعہ چاہتی ہے۔وہ ہے قرآن شریف کی آیت استخلاف یعنی

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

کہ اور ان کے لئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔آپ لکھتے ہیں کہ ہر خلیفہ کی وفات کے بعد عموماً جماعت میں ایک زلزلہ وارد ہوتا ہے۔ جماعت کے لوگ خوفزدہ ہوجاتے ہیں۔ایسے وقت میں خدا کی سنت ہے کہ وہ اپنے مقرر کردہ خلیفہ کے ذریعہ انہیں اطمینان اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔اب آپ میں سے ہر کوئی گواہ ہے بلکہ دنیا کا ہر احمدی گواہ ہے، ہر بچہ گواہ ہے کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد جو ایک خوف کی حالت تھی اسے اللہ تعالیٰ نے سکینت میں نہیں بدل دیا؟ اگر ان صاحب کے لئے یہ دلیل کافی نہیں تو اللہ ہی رحم کرے۔ اور تیسری علامت حضرت میاں صاحب نے اپنی ذوقی علامت بتائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں نبی پر ظاہر کردیتا ہے کہ کون آئندہ ہونا ہے۔بہرحال اس کا تعلق تو نبی سے ہے۔ضروری نہیں کہ ہر جگہ نبی کی طرف سے اظہار بھی ہو۔تو ان صاحب سے میں حضرت میاں صاحب کے الفاظ میں یہی کہتا ہوں کہ اس زمانے کی قدر کو پہچانو اور اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیک نمونہ چھوڑو تا کہ بعد کی نسلیں تمہیں محبت اور فخر کے ساتھ یاد کریں، اور تمہیں احمدیت کے معماروں میں یاد کریں نہ کہ خانہ خرابوں میں۔

## حضرت مرزا منصور احمد صاحبؓ

بہرحال یہ بتادوں کہ جب یہ مضمون شائع ہوا تھا۔جیسا کہ میں نے شروع میں یہ ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کا جواب بھی لکھا تھا۔تو میرے والد صاحب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھا تھا کہ حضرت میاں صاحب کا جو یہ مضمون ہے اس میں جو ملوکیت والا حصہ ہے اس سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔حضرت مسیح

موعودؑ کی تحریرات اور بعض الہامات سے تو یہ ثابت نہیں ہوتا۔ ضمناً بتادوں کہ یہ خط جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں میرے والد صاحب نے لکھا تھا وہ خط بھی میں نے پڑھا ہوا ہے۔ پرانے کاغذات ایک دن میں دیکھ رہا تھا ان میں سے مجھے مل گیا۔ اور اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نوٹ بھی تھا کہ تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ ( کیونکہ اس کو پڑھے ہوئے کافی دیر ہوگئی ) مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے یہ بھی لکھا تھا کہ احمدیت کی خلافت ملوکیت میں نہیں بدلے گی۔ بہرحال پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل میں ایک پیغام شائع کروایا جو میں پڑھ دیتا ہوں تا کہ جن ذہنوں میں غلط فہمی ہے وہ دور ہو جائے۔ اور یہ بھی اتفاق کہہ لیں، جیسے میں نے بتادیا ، یا الٰہی تقدیر کہ میرے والد صاحب کے ذریعہ ہی اُس وقت خلیفۂ وقت کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی اور آپ نے وضاحت فرمائی۔

## حضرت المصلح الموعودؓ کی وضاحت

چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

'' عزیزم مرزا منصور احمد نے میری توجہ ایک مضمون کی طرف پھیری ہے جو مرزا بشیر احمد صاحب نے خلافت کے متعلق شائع کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ غالباً اس مضمون میں ایک پہلو کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی جس میں مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر کیا ہے کہ خلافت کا دور ایک حدیث کے مطابق عارضی اور وقتی ہے۔ میں نے اس خط سے پہلے یہ مضمون نہیں پڑھا تھا۔ اس خط کی بنا پر میں نے اس مضمون کا وہ حصہ نکال کر سنا تو میں نے بھی سمجھا کہ اس میں صحیح حقیقت خلافت کے بارے میں پیش نہیں کی گئی۔ مرزا بشیر احمد صاحب نے جس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلافت کے بعد حکومت ہوتی ہے۔ اس حدیث میں قانون نہیں بیان کیا گیا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے حالات کے متعلق پیشگوئی کی گئی ہے اور پیشگوئی صرف ایک وقت کے متعلق ہوتی ہے۔ سب اوقات کے متعلق نہیں ہوتی۔ یہ امر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت نے ہونا تھا اور خلافت کے بعد حکومت مستبدّہ نے ہونا تھا اور ایسا ہی ہوگیا۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ ہر مامور کے بعد ایسا ہی ہوا کرے گا۔ قرآن کریم میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہاں یہ بتایا گیا ہے کہ خلافت ایک انعام ہے۔ پس جب تک کوئی قوم اس انعام کی مستحق رہتی ہے وہ انعام اسے ملتا رہے گا۔ پس جہاں تک مسئلہ اور قانون کا سوال ہے وہ صرف یہ ہے کہ ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی ہے اور وہ خلافت اس وقت تک چلتی چلی جاتی ہے جب تک کہ قوم خود ہی اپنے آپ کو خلافت کے انعام سے محروم نہ کردے۔ لیکن اس اصل سے ہرگز یہ بات نہیں نکلتی کہ خلافت کا مٹ جانا لازمی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خلافت اب تک چلی آرہی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ پوپ صحیح معنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا خلیفہ نہیں لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی تو مانتے ہیں کہ امت عیسوی بھی صحیح معنوں میں مسیح کی امت نہیں۔ پس جیسے کو تیسا تو ملا ہے مگر ملا ضرور ہے بلکہ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے موسیٰ کے بعد ان کی خلافت عارضی رہی لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی خلافت کسی نہ کسی شکل میں ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس طرح گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت محمدیہ تواتر کے رنگ میں عارضی رہی لیکن مسیح محمدی کی خلافت مسیح موسوی کی طرح ایک غیر معین عرصے تک چلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلہ پر بار بار زور دیا ہے کہ مسیح محمدی کو مسیح موسوی کے ساتھ ان تمام امور میں مشابہت حاصل ہے جو امور کی تکمیل اور خوبی پر دلالت کرتے ہیں۔ سوائے ان امور کے کہ جن سے بعض ابتلاء ملے ہوتے ہیں۔ ان میں علاقہ محمدیت، علاقہ موسویت پر غالب آجاتا ہے اور نیک تبدیلی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مسیح اول صلیب پر لٹکایا گیا لیکن مسیح ثانی صلیب پر نہیں لٹکایا گیا۔ کیونکہ مسیح اول کے پیچھے موسوی طاقت تھی اور مسیح ثانی کے پیچھے محمدی طاقت تھی۔ خلافت چونکہ ایک انعام ہے۔ ابتلاء نہیں۔ اس لئے اس سے بہتر چیز تو احمدیت میں آسکتی ہے جو کہ مسیح اول کو ملی لیکن وہ ان نعمتوں سے محروم نہیں رہ سکتی جو کہ مسیح اول کی امت کو ملیں۔ کیونکہ مسیح اول کی

پشت پر موسوی برکات تھیں اور مسیح ثانی کی پشت پر محمدی برکات ہیں۔ پس جہاں میرے نزدیک یہ بحث نہ صرف یہ کہ بیکار ہے بلکہ خطرناک ہے کہ ہم خلافت کے عرصہ کے متعلق بحثیں شروع کر دیں وہاں یہ امر ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں خلافت ایک بہت لمبے عرصے تک چلے گی جس کا قیاس بھی اس وقت نہیں کیا جا سکتا۔ (یعنی اس لمبے عرصے کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا یہ کہاں تک ہے؟) اور اگر خدانخواستہ بیچ میں کوئی وقفہ پڑے بھی تو وہ حقیقی وقفہ نہیں ہوگا بلکہ ایسے ہی وقفہ ہوگا جیسے دریا بعض دفعہ زمین کے نیچے گھس جاتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں۔ کیونکہ جو کچھ اسلام کے قرون اولیٰ میں ہوا وہ ان حالات سے مخصوص تھا وہ ہر زمانے کے لئے قاعدہ نہیں تھا"۔

(الفضل 3/اپریل 1952ء صفحہ 3)

## استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی یہ وضاحت میرے خیال میں کافی ہے کیونکہ آپ کو بہرحال اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی ملی تھی۔ ایسے خلیفہ تھے، مصلح موعود تھے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ظاہری و باطنی علوم سے پُر کئے جانے کے بارے میں بتایا تھا۔ اور بہرحال خلیفہ کے مقابل پر کوئی شخص بھی چاہے وہ کتنا ہی عالم ہو کم حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جماعت کی رہنمائی اور بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ خلیفہ سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہوں۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہئے کہ جیسا کہ پہلے بھی ذکر آ چکا ہے کہ لغویات اور فضولیات میں نہ پڑیں اور استحکام خلافت کے لئے دعائیں کریں تاکہ خلافت کی برکات آپ میں ہمیشہ قائم رہیں۔

جہاں تک میرا سوال ہے، میری غلطیاں اگر نظر آتی ہیں تو مجھے بتائیں لیکن ہر جگہ بیٹھ کر یا خاص دوستوں میں بیٹھ کر، (بعض جگہ سے ایسی رپورٹیں مل جاتی ہیں) کسی کو باتیں کرنے کا حق نہیں ہے کہ اس میں یہ کمی ہے یا یہ کمزوری ہے۔ اگر نیک نیت ہیں تو مجھے بتائیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ "میں سمجھتا ہوں کہ اگر جماعت احمدیہ ایمان بالخلافت پر قائم رہی اور اس کے قیام کے لئے صحیح جدوجہد کرتی رہی تو خدا تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ خلافت قائم رہے گا اور کوئی شیطان اس میں رخنہ اندازی نہیں کر سکے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ 390)

## خلافت احمدیہ کو کوئی خطرہ نہیں

پس ہر احمدی کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ سے ان فضلوں کو سمیٹنا چاہئے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا ہے۔ اپنے بزرگوں کی اس قربانی کو یاد کریں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ انہوں نے جو قیام اور استحکام خلافت کے لئے بھی بہت قربانیاں دیں۔ آپ میں سے بہت بڑی تعداد جو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یا جو میری زبان میں میری باتیں سمجھ سکتے ہیں اپنے اندر خاص تبدیلیاں پیدا کریں۔ پہلے سے بڑھ کر ایمان و اخلاص میں ترقی کریں۔ ان لوگوں کی طرف دیکھیں جو باوجود زبان براہ راست نہ سمجھنے کے، باوجود بہت کم رابطے کے، بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ کسی خلیفہ کو دیکھا ہوگا اخلاص و وفا میں بڑھ رہے ہیں۔ مثلاً یوگنڈا میں ہی جب ہم اترے ہیں اور گاڑی باہر نکلی تو ایک عورت اپنے بچے کو اٹھائے ہوئے، دو اڑھائی سال کا بچہ تھا، ساتھ ساتھ دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ اس کی اپنی نظر میں بھی پہچان تھی، خلافت اور جماعت سے ایک تعلق نظر آ رہا تھا، وفا کا تعلق ظاہر ہو رہا تھا۔ اور بچے کی میری طرف توجہ نہیں تھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد اس کا منہ اس طرف پھیرتی تھی کہ دیکھو اور کافی دور تک دوڑتی گئی۔ اتنا رش تھا کہ اس کو دھکے بھی لگتے رہے لیکن اس نے پرواہ نہیں کی۔ آخر جب بچے کی نظر پڑ گئی تو بچہ دیکھ کے مسکرایا۔ ہاتھ ہلایا۔ تب ماں کو چین آیا۔ تو بچے کے چہرے کی جو رونق اور مسکراہٹ تھی وہ بھی اس طرح تھی جیسے برسوں سے پہچانتا ہو۔ تو جب تک ایسی مائیں پیدا ہوتی رہیں گی جن کی گود میں خلافت سے محبت کرنے والے بچے پروان چڑھیں گے اس وقت تک خلافت احمدیہ

کوکوئی خطرہ نہیں۔

## خلافت سے چمٹے رہو

تو جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تو کسی کا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ تو ایسے ایمان لانے والوں کو جو عمل صالح بھی کر رہے ہوں، اپنی قدرت دکھاتا ہے اور اپنے وعدے پورے کرتا ہے۔ پس اپنے پر رحم کریں، اپنی نسلوں پر رحم کریں اور فضول بحثوں میں پڑنے کی بجائے یا ایسی بحثیں کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور وعدے پر نظر رکھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو مضبوط بنائیں۔ جماعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت پھیل چکی ہے اس لئے کسی کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ ہمارا خاندان، ہمارا ملک یا ہماری قوم ہی احمدیت کے علمبردار ہیں۔ اب احمدیت کا علمبردار وہی ہے جو نیک اعمال کرنے والا ہے اور خلافت سے چمٹا رہنے والا ہے۔

تین سال کے بعد خلافت کو 100 سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27مئی 2005ء)

مختلف خطبات میں حضور انور نے خلافت اور نظام خلافت کے بارے میں گراں قدر ارشادات فرمائے جن کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

## نظام وصیت اور نظام خلافت کا تعلق

پس اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ اس کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے ہم بھی ان اعمال کو بجا لانے والے ہوں پھر جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ یہ نظام وصیت بھی ذہنوں اور مالوں کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح بعض مسلمان کرتے ہیں کہ غلط طریق سے مال کمایا اور پھر بازار میں ٹھنڈے پانی کی سبیل لگا دی یا برف ڈلوا دی یا مسجد بنوا دی یا اس کا کچھ حصہ بنوا دیا۔ یا حج کر آئے اور سمجھ لیا کہ ہمارے ناجائز ذریعے سے کمائے ہوئے مال پاک ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگ تو دین کے ساتھ مذاق کرنے والے ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں پاک کرنے کے ذریعے سے یہ مطلب ہے کہ پاک ذرائع سے کمائی ہوئی جو دولت ہے اس کو جب پاک مقاصد کے لئے خرچ کیا جائے گا تو اس سے تمہارے اندر جہاں روحانی تبدیلیاں پیدا ہوں گی وہاں تمہارے اموال ونفوس میں بے انتہا برکت پڑے گی۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے رسالہ الوصیت میں اور تین دفعہ یہ دعا کی ہے کہ ایسے لوگوں کو جو اس نظام میں شامل ہوں نیک اور پاک لوگوں کی جماعت بنا دے۔ تو مختصراً آج میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جلسے کے بابرکت اختتام پر آپ نے شکرانے کا اظہار کیا اور شکرانے کا اظہار کر رہے ہیں وہاں اس شکرانے کا عملی اظہار بھی کریں کیونکہ جہاں اس نظام میں شامل ہونے والے تقویٰ میں ترقی کریں گے وہاں جماعت کی مضبوطی کا باعث بھی بنیں گے۔ جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے رسالہ الوصیت میں دو باتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ایک تو یہ ہے کہ آپ کی وفات کے بعد نظام خلافت کا اجراء اور دوسرے اپنی وفات پر آپ کو یہ فکر پیدا ہونا کہ ایسا نظام جاری کیا جائے جس سے افراد جماعت میں تقویٰ بھی پیدا ہو اور اس میں ترقی بھی ہو اور دوسرے مالی قربانی کا بھی ایسا نظام جاری ہو جائے جس سے کھرے اور کھوٹے میں تمیز ہو جائے اور جماعت کی مالی ضروریات بھی بااحسن پوری ہو سکیں۔ اس لئے وصیت کا نظام جاری فرمایا تھا۔ تو اس لحاظ سے میرے نزدیک میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ نظام خلافت اور نظام وصیت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اگست 2004ء)

## اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے

اکثریت جماعت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم سے دُور

ہٹ گئی ہے۔ یہ سب ان کے دلوں کی خواہش ہوتی ہے۔ ایک صاحب نے مجھے لکھا اور ایسا بھیانک نقشہ کھینچا کہ گویا اب جماعت نام کی رہ گئی ہے، عمل ختم ہو گئے ہیں، کوئی چیز باقی نہیں رہی، اخلاص ختم ہو گیا ہے۔ اور پھر لکھتے ہیں اور آپ ہی اس کا جواب بھی دے دیا کہ مجھے پتہ ہے آپ یہی جواب دیں گے جو حضرت علیؓ نے دیا تھا کہ پہلے خلفاء کے ماننے والے میرے جیسے لوگ تھے اور مجھے ماننے والے تم جیسے لوگ ہو۔ لیکن سن لیں میرا جواب یہ نہیں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت احمدیہ نے ہمیشہ قائم رہنا ہے اور وفا قائم کرنے والے اس میں ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔ میرا جواب یہ ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں لاکھوں، کروڑوں ایسے ہیں جو حضرت علیؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اخلاص و وفا کے نمونے قائم کرنا جانتے ہیں۔ نظام جماعت اور نظام خلافت کے لئے قربانیاں کرنا جانتے ہیں۔ یہ خوف دلانا ہے تو کسی دنیادار کو دلاؤ۔ مَیں تو روزانہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نظارے دیکھتا ہوں۔ لوگوں کے اخلاص و وفا کے نظارے دیکھتا ہوں۔ مجھے تو یہ باتیں ڈرانے والی نہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کئے ہیں وہ انہیں پورا ہوتا ہمیں دکھا بھی رہا ہے اور ہمیشہ دکھاتا بھی رہے گا اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہماری نسلوں کو بھی دکھاتا رہے۔

## عاجزانہ راہیں اختیار کریں

جماعت کو مَیں یہ کہتا ہوں کہ دعاؤں کے ساتھ ہر سطح پر اخلاص و وفا کے نمونے دکھاتے ہوئے اس اسلامی تعلیم پر عمل کرتے چلے جائیں جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے۔ عاجزی اور وفا دکھاتے ہوئے اگر آپ چلتے رہیں گے تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جماعت سے چمٹے رہیں تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اُن لوگوں کو خطرہ ہے جو ٹھوکر کھا کر شیطان کے بہکاوے میں آ کر جماعت کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو یا جماعت کے ساتھ چمٹے رہنے والوں کو کوئی خطرہ نہیں۔ اُن کی دنیا و آخرت دونوں سنوری ہوئی ہیں اور انشاء اللہ سنوری رہیں گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2004ء)

## MTA : خلیفہء وقت کی آواز

آج کا خطبہ یہاں میں نے اُردو میں اس لئے دیا ہے کہ پاکستان کے ظالمانہ قانون نے خلیفہ وقت کی زبان بندی کی ہوئی ہے اور خلیفہ اسلام کی تعلیم جماعت کو دینے کا حق نہیں رکھتا۔ یا دوسرے الفاظ میں پاکستانی احمدی کو ظالمانہ قانون کی وجہ سے خلیفہ وقت کی آواز سننے سے محروم کیا گیا ہے لیکن ان دنیاداروں کو کیا پتہ کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان کی تدبیروں سے بہت بالا ہے اور انہوں نے خلیفہ وقت کی آواز ایک ملک میں بند کی تھی اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعے تمام دنیا میں یہ آواز پہنچا دی ہے۔ اور یہ خطبہ بھی یہاں سے تمام دنیا میں نشر ہو رہا ہے۔ تو بہرحال یہ پاکستانی احمدی کا حق بھی ہے اور یہ اس احسان کے شکرانے کا تقاضا بھی ہے جو پاکستانی مبلغین نے دنیا کے اس خطے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیغام کو پہنچا کر کیا۔ پس اس احسان کا شکر ادا کرتے ہوئے جہاں ہمیں ان مبلغین کے لئے دعا کرنی چاہئے جو ابتداء میں یہاں احمدیت کا پیغام لے کر آئے۔ وہاں ان کی نسلوں اور قوم کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مخالفین کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور ان کو بھی آزادی کے دن دیکھنے نصیب کرے اور وہ بھی آپ کی طرح جلسے منعقد کرنے کے قابل ہو سکیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19مارچ 2004ء)

## جماعت احمدیہ کے لئے غلبہ مقدر ہے

پس جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیوں اور رسولوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو غالب کرتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خدا کے مامور ہیں اور آپؑ سے یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کو اور آپ کی جماعت کو انشاء اللہ ضرور

غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون کے تحت ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوتا ہے، انبیاء آتے ہیں اور بیج ڈال کر چلے جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ مومنین کی جماعت کے ذریعہ اور نظام خلافت کے ذریعے اس کے پھیلاؤ میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ نظارے خلافت رابعہ کے دور میں بھی دکھائے اور اس سے پہلے بھی دکھائے اور غیر معمولی طور پر خلافت رابعہ میں جماعتوں کا قیام اور جوق در جوق لوگوں کے جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرانکوفون افریقی ممالک میں احمدیت کو وسیع پیمانے پر پھیلنے کی خوشخبری دی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد سے وہاں جماعتیں بہت تیزی سے قائم ہوئیں جن کا پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16 اپریل 2004ء)

## خلیفہء وقت کے دل میں نرمی ہوتی ہے

جیسا کہ ہم جانتے ہیں جماعت میں مجلسِ شوریٰ کا ادارہ نظامِ جماعت اور نظامِ خلافت کے کاموں کی مدد کے لئے انتہائی اہم ادارہ ہے۔ اور حضرت عمرؓ کا یہ قول اس سلسلہ میں بڑا اہم ہے کہ

لَا خِلَافَةَ اِلَّا بِالْمَشْوَرَةِ

کہ بغیر مشورے کے خلافت نہیں ہے۔ اور یہ قول قرآن کریم کی ہدایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے عین مطابق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے ہر اہم کام میں مشورہ لیا کرتے تھے۔ لیکن جیسا کہ آیت سے واضح ہے مشورہ لینے کا حکم تو ہے لیکن یہ حکم نہیں کہ جو اکثریت رائے کا مشورہ ہو اُسے قبول بھی کرنا ہے۔ اس لئے وضاحت فرما دی کہ مشورہ کے بعد مشورہ کے مطابق یا اُسے ردّ کرتے ہوئے، اقلیت کا فیصلہ مانتے ہوئے یا اکثریت کا فیصلہ مانتے ہوئے جب ایک فیصلہ کر لو، کیونکہ بعض دفعہ حالات کا ہر ایک کو پتہ نہیں ہوتا اس لئے مشورہ ردّ بھی کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر یہ ڈرنے یا سوچنے کی ضرورت نہیں کہ ایسا نہ ہو جائے، ویسا نہ ہو جائے۔ پھر اللہ پر توکل کرو اور جس بات کا فیصلہ کر لیا اس پر عمل کرو۔

## خلافت علیٰ منہاج النبوۃ

اس کے ساتھ ہی قرآن کریم نے اس حوالے سے اُس ماحول کی بھی نشاندہی کر دی اور ہمیں وہ طریقہ بھی بتا دیا جو جماعت کا ہونا چاہئے۔ یہاں مخاطب گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن مراد اُمّت سے ہے۔ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اس میں خاص طور پر اس زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے بعد خلافت نے دائمی طور پر قائم ہونا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا گیا یا جو ارشاد فرمایا گیا ہے، اصل میں تو یہ جماعت کے لئے ہے اُمّت کے لئے بھی ہے لیکن جماعت کے افراد کے لئے بھی ہے۔ ان کو یہ یاد رکھنا چاہئے اس میں عہدیداران بھی آ جاتے ہیں۔ سب سے بڑا مخاطب خلیفہ وقت ہوتا ہے کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں نرمی ہے اسی طرح خلیفہ وقت کے دل میں بھی نرمی ہوتی ہے اور جب تک خلافت کا نظام علیٰ منہاج النبوۃ رہے گا اور خلافت کا نظام علیٰ منہاج النبوۃ کا یہ نظام اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق قائم ہو چکا ہے اور جب تک یہ نظام رہے گا خلیفۂ وقت کے دل میں افراد جماعت کے لئے نرمی بھی رہے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا یہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق قائم ہو گیا ہے اور یہ ایک دائمی نظام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ سب کچھ کسی کی کوششوں سے نہیں ہو گا یا اپنی طبیعتوں میں خود بخود تبدیلی پیدا نہیں ہو گی بلکہ یہ خدا تعالیٰ کی خاص رحمت اور فضل سے ہوتا ہے اور ہو گا۔ اور خلافت کا یہ نظام اور پھر جماعت کا نظام، یہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں سے چلتا رہے گا۔ اور افرادِ جماعت کا بھی خلافت کے ساتھ جو تعلق ہے وہ بھی اس نظامِ خلافت کے چلنے کی وجہ سے جاری رہے گا اور یہ تعلق بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہی جماعت کے افراد کے اندر پیدا کیا ہوا ہے۔ خلافت سے جو جوش اور محبت جماعت کو ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں میں سے ہے۔ یہ دوطرفہ بہاؤ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے جماعت میں قائم ہے۔ یعنی خلیفۂ وقت کو یہ حکم ہے کہ دین کے

اہم کاموں میں اُمّت کے لوگوں سے مشورہ لو۔ نرم دل رہو اور دعا کرو۔ لوگوں کو یہ حکم ہے کہ جب مشورہ مانگا جائے تو نیک نیت ہو کر تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے مشورہ دو۔ اس لئے حکم ہے کہ جن سے مشورہ لیا جائے وہ نیک ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں ہر ایک سے مشورہ لینے کا حکم نہیں ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 مارچ 2006ء)

دنیا میں حکومتیں اور تنظیمیں اپنے دنیاوی کاموں کے لئے مختلف ناموں کے ساتھ مجالس مشاورت منعقد کرتی ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کی مجلس شوریٰ قرآن کریم کے حکم **وشاورھم فی الامر** (سورۃ آل عمران:160) کی تعمیل میں منعقد کی جاتی ہے۔ یہ ادارہ خلافت احمدیہ کے لئے سلطان نصیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی اشارہ ملتا ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ **لاخلافة الا بالمشورة**۔ پس مشاورت ہماری جماعت کے نظام کا ایک لازمی حصہ ہے اور جزولاینفک ہے لیکن یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ اس کی بنیاد تقویٰ پر استوار کریں گے تو تبھی اس کی برکتوں اور بھلائیوں سے فیضیاب ہو سکیں گے۔ پس ہمارے باہمی مشوروں میں تقویٰ کی شرط کا لزوم وہ ایک خصوصی انفرادیت اور امتیاز ہے جو ہم پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ ہمارا کوئی مشورہ کبھی تقویٰ سے عاری نہیں ہونا چاہیے اور یہ تبھی ممکن ہے جب مشورہ دیتے وقت ہم اپنی سوچوں اور خیالات کو دعائیں مانگتے ہوئے نیکی اور پاکیزگی سے مملو رکھنے کی کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کے سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ تمام دنیا کی جماعتوں میں ایک غیر معمولی جوش اور ولولہ پایا جاتا ہے۔ ہر چھوٹے بڑے میں خلافت سے محبت اخلاص کا ایک لازوال اور بے مثال تعلق اور رشتہ پایا جاتا ہے۔ آپ جماعتوں کے نمائندہ ہیں۔ آپ کے اندر یہ جذبہ ایک نمایاں نشان ہونا چاہیئے اور واپس جا کر اپنی جماعتوں کو، اپنے عزیزوں، رشتہ داروں اور احباب جماعت کو بھی یہی پیغام دیں کہ خلافت خدا تعالیٰ کی ایک انمول نعمت ہے۔ اس لئے خلیفہ وقت اور نظام جماعت کی اطاعت اور احترام کریں۔ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں اور اس کی فیوض اور برکات سے حصہ پانے کے لئے خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے کوشاں رہیں تا کہ آپ ہمیشہ ہر قسم کی ترقیات، انعامات اور فتوحات کے وارث بنتے رہیں۔ آمین

اللہ آپ کے ساتھ ہو اور خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر نئے عزم، ولولہ اور دعاؤں سے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین.

(الفضل 7/ اپریل 2008ء)

## نظام وصیت کا اجراء

ہمارے تقویٰ کے معیار کو اونچا کرنے اور ہمیشہ جماعت میں اطاعت اور فرمانبرداری کی مثالیں قائم کرنے کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بعد ایک ایسا انتظام فرمایا جو نظام خلافت کے ذریعے سے ہے۔ اور اس نظام خلافت کے ساتھ ایک اور بھی نظام تھا۔ ایک تو فرمانبرداری اور اطاعت کا نظام دوسرے خدا اور رسول کا پیغام پہنچانے کے لئے اور دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے نظام وصیت کا اجراء۔ اور آج سے تقریباً 100 سال پہلے یہ اجراء ہوا تھا۔ اور یہ جو وصیت کا نظام آپؑ نے جاری فرمایا تھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تھا۔ اور اس نظام میں شامل ہونے والوں کے لئے آپؑ نے بے شمار دعائیں کی ہیں۔ جماعت کو تقویٰ پر قدم مارنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپؑ رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ:

”تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔“

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد نمبر20 صفحہ307)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اپریل 2006ء)

## نظام جماعت کی اطاعت

ایک بہت بڑا حق جو ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے، وہ نظام جماعت کی اطاعت ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ زکوٰۃ بھی ادا کرو اور رسول کی اطاعت بھی کرو۔

فرمایا

وَاَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْن

(النور:57)

کہ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو پھر نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ اس آیت سے پہلے جو آیت ہے اس میں مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے خلافت کا وعدہ ہے جو عبادت کرنے والے ہوں گے اور نیک عمل کرنے والے ہوں گے۔ اور عبادت کرنے والے اور نیک عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں جیسا کہ اس آیت میں فرمایا جو نمازوں کو قائم کرتے ہیں، اس طرف توجہ رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کی گئی مالی قربانی بھی عبادت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر آپ مالی قربانیاں کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ چندے دیتے ہیں تو وہ بھی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو بحیثیت جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو زکوٰۃ کے نظام کو بھی قائم رکھے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مالی قربانیاں کرنے والی بھی ہے اور اس میں خلافت کا نظام بھی رائج ہے۔

بلکہ اپنے اندر تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہیں خلافت اور نظام جماعت سے تعلق بھی قائم کرنا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کے مطابق بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اپریل 2006ء)

جماعت احمدیہ میں خلافت کی اطاعت اور نظام جماعت کی اطاعت پر جو اس قدر زور دیا جاتا ہے یہ اس لئے ہے کہ جماعتی نظام کو چلانے کے لئے یک رنگی پیدا ہونی ضروری ہے اور اس زمانے کے لئے جو آنحضرت ﷺ کا اعلان ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد جو خلافت قائم ہونی ہے وہ عَلٰی مِنْهَاجِ النُّبُوَّة ہونی ہے اور وہ دائمی خلافت ہے اور جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ: ''خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

(جاری ہے)۔

## مسجد المہدی

(بریڈفورڈ۔ برطانیہ۔ افتتاح 7 نومبر 2008)

عطاء المجیب راشد

جس کا وعدہ تھا وہ ظاہر ہو چکا ہے وقت پر
ہادیٔ کاملؐ کا مظہر ، مہدیٔ آخر زماں
قریہ قریہ گونجتی ہے اُس کی آمد کی صدا
مسجد المہدی بنی ہے اُس کا اک تازہ نشاں

میر ے پیار ے دادا جان

# محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب

عطیه دین، وُڈبرج ، ورجینیا

اس سے پہلے کہ میں اپنے پیارے دادا جان مکرم و محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب کے حالاتِ زندگی بیان کروں، مختصراً آپ کے والدین کا ذکر پیش کروں گی۔ چند اقتباسات جو میں نے داستانِ کشمیر میں سے لئے ہیں، پیش ہیں۔

## حضرت حکیم نظام الدین صاحب

مولوی حضرت نظام الدین صاحب کو حکیم نظام الدین کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ آپ نے لاہور کے طبیہ کالج سے ممتاز الاطباء کی سند بھی حاصل کی تھی۔ حکیم صاحب مرحوم کا سنِ پیدائش 1885 ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام چوہدری عبدالکریم تھا۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت 1902 میں کی تھی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کی وفات ہوئی تو مولوی صاحب اس وقت پولیس میں بمقام لاہور ملازم تھے۔ جنازہ میں شرکت کی اجازت نہ ملنے پر ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور جنازہ میں شریک ہوئے۔ خلافتِ اولیٰ میں نہ صرف تجدیدِ بیعت کی بلکہ کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے قادیان میں ہی سکونت اختیار کی۔ آپ کی اصل سکونت ریاست کپورتھلہ کے ایک گاؤں ''کھیراں'' کی ہے۔ خلافت اُولیٰ سے قبل حکیم صاحب نے ایک کشفی نظارہ دیکھا کہ بہت سے لوگ قادیان میں جمع ہیں۔ اس جگہ جنازہ ہے جو صحن میں پڑا ہوا ہے۔ لوگوں نے خلیفة المسیح کا انتخاب کرنا ہے مگر چند لوگ مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے ان میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی ہیں۔ ایک فرشتہ سفید لباس میں ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے اور ان کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے افسوس ان لوگوں پر کہ انہوں نے تکبر کیا۔ تکبر کیا۔ تکبر کیا۔ چنانچہ آپ نے خلافتِ ثانیہ میں برضا و رغبت بیعت کی اور کچھ عرصہ بعد آپ نے اپنے آپ کو تبلیغِ احمدیت کیلئے وقف کر دیا۔ سب سے اول آپ علاقہ لائل پور حال فیصل آباد میں تعینات ہوئے۔ 23 اپریل 1917 کو پہلی دفعہ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کے ارشاد پر جموں تشریف لے گئے۔ 1917 میں حضرت مولوی صاحبؓ کا نکاح حضرت منشی ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ابن حضرت منشی عبدالرحمان صاحب آف کپورتھلہ کی صاحبزادی مریم بیگم سے ہوا۔ مریم بیگم کے ساتھ نکاح حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ نے پڑھایا۔ جون 1924 میں بمقام شوپیان حکیم صاحب کی اہلیہ صاحبہ نے ایک گرلز سکول کا افتتاح کیا۔ آپ نے گھر گھر جا کر قرآن مجید کی تعلیم بچیوں میں جاری کی اور دینیات پڑھانے کا اعزاز بھی آپ کے حصہ میں آیا۔ حکیم صاحب نے مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا ہوا تھا۔ اس طرح آپ نے کشمیر میں قیام کے دوران علمی کام بھی سرانجام دیا۔ وفاتِ مسیح کے سلسلہ میں تحقیقاتی رسالہ شائع کیا اور 1932 میں المسیح الموعود نامی ایک مدلّل رسالہ تصنیف فرما کر اسے چار ہزار کی تعداد میں شائع کیا۔ جموں میں جب آپ کے خلاف وارنٹ گرفتاری

جاری ہوئے تو آپ قادیان تشریف لے آئے بعد میں آپ کی بیگم صاحبہ کو بھی سکول کی ملازمت سے معطل کر دیا گیا۔ آپ بھی قادیان آ گئیں۔ تقسیمِ ہند کے وقت لاہور بیگم کوٹ شاہدرہ تشریف لے آئے اور وہاں کی جماعت کا قیام بھی آپ کی کوششوں کا ثمر ہے۔ تقسیمِ ہند کے بعد آپ نے مستقل رہائش تو بیگم کوٹ میں اختیار کی۔ بیگم کوٹ شاہدرہ فیکٹری ایریا سے متصل جماعتوں کے 1966 تک بطور صدر فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ساری عمر جماعتی زندگی بسر کرنے والے حکیم نظام الدین نے 1966 میں ہجرت کی اور ربوہ میں مقیم ہوگئے۔ 7 جنوری 1970 کو جماعتِ احمدیہ کا پہلا کشمیر کا مبلغ اپنی عظیم زندگی گزار کر اللہ کو پیارا ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

## مکرم محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب

میرے دادا جان مکرم محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب حضرت حکیم نظام الدین اور مریم بیگم کے سب سے بڑے بیٹے تھے جو 18 مارچ 1918 کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آپکے حوالے سے چند واقعات بیان کرنے کی کوشش کروں گی۔

آپ ایک انتہائی پیاری شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا وجود آپ کے اپنوں اور غیروں سب کیلئے انتہائی شفقت لئے ہوئے تھا۔ خلیفۂ وقت اور نظامِ جماعت سے آپ کو انتہا درجے کا عشق اور وابستگی تھی۔ آپ کا روز کا معمول تھا کہ آپ خلیفۂ وقت کی خدمت میں دُعا کا خط لکھا کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا جب سے میرا معمول ہے کہ میں بلاناغہ حضرت صاحب کو خط لکھتا ہوں۔ میرے پوچھنے پر کہ روزانہ ایسی کون سی نئی بات ہوتی ہے جو آپ حضور کو روز خط لکھتے ہیں تو جواباً آپ کہتے تھے کہ میرے پاس بہت سے لوگ دُعا کیلئے آتے ہیں اور میں اُن کیلئے دُعا کرتا بھی ہوں لیکن اصل دُعا تو خلیفۂ وقت کی ہوتی ہے۔ آپ کا حضور کو خط لکھنے کا طریق یہ ہوتا تھا کہ آپ سب سے پہلے اسیرانِ راہِ مولیٰ کیلئے دُعا کا لکھتے۔ پھر تمام بیماروں کا اور پھر اُن تمام لوگوں کے متعلق جنہوں نے اپنے مسائل اور پریشانیاں آپ سے بیان کی ہوتیں اور آخر میں اپنے اور اپنے گھر والوں کیلئے دُعا کا لکھتے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں نے آپ کو دُعا کا خط دیتے ہوئے کہا کہ یہ حضور کو پوسٹ کر دیں۔ آپ نے خط کو سرسری انداز میں دیکھا اور مجھے واپس کر دیا کہا کہ اسے دوبارہ لکھو تم نے دو تین لفظ کاٹے ہوئے ہیں اور یہ خلیفۂ وقت کی بے ادبی ہے۔ حضور کو خط لکھنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں جو ہمیشہ مدِّ نظر رکھنے چاہئیں۔ اسی طرح بہت سے بچے بھی آپ کو خط دے کر جاتے کہ حضور کو پوسٹ کر دیں۔ بہت سے خطوں میں بچوں نے لکیریں ماری ہوتیں اُن کا خط تو آپ ویسے ہی پوسٹ کر دیتے لیکن نسبتاً جو بڑے بچے ہوتے اُن کو بہت پیار سے سمجھاتے کہ اچھے طریقے سے حضور کو خط لکھتے ہیں۔ آپ کے ابتدائی حالاتِ زندگی تو مجھے معلوم نہیں۔ جو عرصہ آپ نے فوج میں گزارا۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ سرگودھا میں کافی عرصہ مقیم رہے۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے بہت دفعہ 1974 کے واقعات سنائے اور ہر دفعہ آپ آبدیدہ ہوجایا کرتے تھے۔ 1974 میں جب حکومتِ پاکستان نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تو پورے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف فسادات اور سازشیں شروع ہوگئیں۔ اُس وقت آپ سرگودھا میں مقیم تھے۔ آپ اور دادی جان بتاتی تھیں کہ سرگودھا میں دوسرے احمدیوں کی طرح آپ کا گھر بھی جلا دیا گیا تھا۔ آپ کہتے تھے کہ مجھے گھر اور کسی دوسری چیز کے جلنے کا افسوس نہیں ہوا ماسوائے میری انتہائی قیمتی کتب جن میں قرآن شریف بھی شامل تھے، جل گئے۔

آپ کہتے تھے کہ میری محدود تنخواہ ہوتی تھی اور میں نے بہت مشکل سے ایک چھوٹی سی لائبریری بنائی تھی۔ جس میں تین چار سو تک کتابیں تھیں جو آگ کی نذر ہوگئیں۔ آپ بیان کرتے تھے کہ جب ہم لوگ ربوہ پہنچے تو بالکل خالی ہاتھ تھے۔ اپنے گھر سے جب آپ نکل رہے تھے تو چھت پر سے چھلانگ لگاتے ہوئے آپ کی ریڑھ کی ہڈی میں شدید چوٹ آئی اور آپ کچھ عرصہ فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں داخل رہے۔ ریڑھ کی ہڈی کی چوٹ کی وجہ سے چارپائی پر سو نہیں سکتے تھے اور تخت پوش پر سوتے تھے۔ آپ کہتے ہیں کہ اُس

وقت پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دُعائیں تھیں جنہوں نے دیگر احمدیوں کی طرح آپ کو اور آپ کے گھروں کو اپنی حفاظت میں رکھا۔
حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اُس وقت وظیفے بھی جاری کئے تا کہ لوگ دوبارہ سے اپنے آپ کو سنبھالیں۔ ربوہ میں کچھ عرصہ آپ اپنی چھوٹی بہن کے گھر مقیم رہے اور کچھ عرصہ بعد دوبارہ سرگودھا شفٹ ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد جب میرے والد صاحب کی نوکری لاہور میں ہوئی تو آپ لاہور شفٹ ہو گئے۔ لاہور رہائش کے دوران آپ اپنی جماعتی ذمہ داریاں نبھاتے رہے اور راج گڑھ کی جماعت کے پانچ سال تک سیکرٹری مال رہے۔
1984 میں آپ ربوہ آئے اور 2002 تک آپ ربوہ میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپ دس سال تک گول بازار کے صدر رَہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ آخری چند سالوں میں مَیں نے بارہا صدر عمومی کرنل ایاز صاحب سے درخواست کی کہ اب بڑھاپے کی وجہ سے میں صدر کے عہدے سے مستعفی ہونا چاہتا ہوں اور ہر دفعہ کرنل صاحب مجھے کہتے کہ آپ بڑھاپے کے باوجود اپنے فرائض اچھی طرح سرانجام دے رہے ہیں اس لئے آپ کا یہ عُذر تو قبول نہیں کروں گا اور صدر آپ ہی رہیں گے۔ اس دوران آپ دفتر انصار اللہ میں بھی رضا کارانہ طور پر خدمت سرانجام دیتے رہے۔ مسجد مہدی کے امام ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا۔ مسجد مہدی میں جب 2 ستمبر 1996 کو بم دھماکہ ہوا تو اُس وقت بھی آپ امام مسجد تھے بعد میں جو واقعہ آپ نے بیان کیا کہ نماز کے بعد میں احباب سے گزارش کر رہا تھا کہ وہ بیٹھ جائیں اور کچھ اعلانات سُن کر جائیں، آپ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کے بیٹھ جانے سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا اور اللہ کے فضل سے سب محفوظ رہے۔ مکرم محترم اسلم صابر کو آنکھ پر چوٹ آئی اور ایک اور محترم دوست کو لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور رحم سے اُن کی جانیں بچائیں۔ آپ نے بتایا کہ جب بم دھماکہ ہوا تو میں نے ایک ٹکڑے کو اپنی طرف انتہائی تیزی سے آتے اور پھر واپس مُڑتے دیکھا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور خلیفۂ وقت کی دُعائیں تھیں جنہوں نے سب کو بچایا۔
1995 میں جب میں امریکہ سے آئی تو مجھے تقریباً 5 سال آپ کے ساتھ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دوران آپ کا اور میرا تعلق انتہائی دوستی لئے ہوئے تھا۔ آپ کے مزاج میں انتہا درجے کی شگفتگی تھی۔ آپ کی خواہش تھی کہ میں جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کروں۔ یہ 1997 کے جلسے کی بات ہے۔ گھر میں کہیں یہ بات ہوئی کہ میں وہاں جا کر بیمار نہ ہو جاؤں تو آپ نے بے ساختہ یہ بات کی کہ کیا ہوا اگر وہاں جا کر بیمار ہو گئی تو قادیان میں بھی ہسپتال موجود ہے۔ جب میں قادیان جانے کی تیاریوں میں تھی تو آپ نے مجھے بارہا یاد دہانی کروائی کہ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے مل کر آنا۔ آپ کا اور میاں صاحب کا بچپن قادیان میں اکٹھے گزرا تھا اس لئے آپ کی اُن سے دلی وابستگی تھی۔ بہرحال جب میں اُن کے گھر گئی تو میاں صاحب کی اہلیہ محترمہ نے بتایا کہ آپ جلسے کی تقریر تیار کر رہے ہیں اور اس وقت ملاقات مشکل ہے۔ میں نے اُن سے درخواست کی کہ آپ اُن تک میرا پیغام پہنچا دیں کہ صوبیدار صلاح الدین صاحب کی پوتی ہیں آگے پھر وہ جیسے مناسب سمجھیں۔ بہرحال جب انہوں نے پیغام بھجوایا تو آپ فوراً تشریف لے آئے اور انتہائی محبت سے دادا ابو کے بارے میں دریافت کیا اور کہا کہ میں جب بھی ربوہ آؤں تم نے مجھ سے ضرور ملنا ہے۔ آپ نے از راہِ شفقت مجھے آٹوگراف بھی عنایت فرمایا۔
دادا جان انتہائی خوشی سے بتاتے تھے کہ جب بھی میاں وسیم صاحب ربوہ آتے ہیں تو مسجد مہدی میں بھی اکثر نماز ادا کرتے ہیں اور میں اُن سے کہتا ہوں کہ آپ نماز پڑھائیں تو وہ جواباً کہتے ہیں کہ میں تو صوبیدار صاحب آپ کے پیچھے ہی نماز پڑھوں گا۔ آپ کہتے تھے کہ یہ میاں صاحب کی شفقت اور محبت ہے جو وہ میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ آپ تہجد گزار تھے۔ آپ کا روز کا معمول تھا کہ آپ رات کو تین بجے اُٹھ جاتے تھے اور وہ تمام لوگ جنہوں نے آپ کو دُعا کیلئے کہا ہوتا تھا اُن کے نام لے کر دُعا کرتے تھے۔ اسی طرح قرآن پاک کی روزانہ تلاوت کرتے۔ قرآن پاک سے بے پناہ محبت آپ کو ورثے میں ملی تھی۔ آپ کہتے تھے کہ میں نے قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی زبان میں پڑھا اور قرآن پاک کو انگریزی میں پڑھنے سے دُنیاوی طور پر بھی میری انگریزی اچھی رہی یہ میرا کمال نہیں بلکہ قرآن پاک کو پڑھنے سے اور اُس کی برکت سے انگریزی زبان پر مجھے مہارت حاصل ہو گئی۔

دُنیاوی لحاظ سے آپ کی تعلیم صرف ایف ۔اے تھی۔ آپ اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا اور میری شدید خواہش تھی کہ میں میڈیکل کالج میں ایڈمشن لوں لیکن نامساعد حالات کی وجہ سے مجھے اپنا تعلیمی سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ آپ اکثر مجھے کہتے تھے کہ میرا دل کرتا ہے کہ میں B.A کا امتحان دے دوں لیکن میری نظر کمزور ہے اور جواباً میں آپ کو کہتی تھی کہ آپ کو ڈگری کی کیا ضرورت ہے ۔معلومات تو آپ کی M.A کی ڈگری رکھنے والوں سے بھی زیادہ ہے۔

آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا، آپ اردو اور انگریزی دونوں جرائد کا بہت شوق سے مطالعہ کرتے ۔ اسی طرح آپ کو ملکی اور غیر ملکی سیاست میں بھی بہت دلچسپی تھی۔ B.B.C کی خبریں روزانہ سنتے اور پھر تبصرہ ضرور کرتے ۔ سرگودھا میں رہائش کے دوران جب آپ کا گھر جلا تو آپ کی لائبریری بھی جل گئی، لیکن آپ نے انتہائی ہمت سے دوبارہ کتابیں اکٹھی کیں ۔ آپ کی کتابوں کی تعداد اندازاً چار سو سے زائد ہے۔ جس میں جماعت کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کے علاوہ قرآن شریف ،تفسیر کبیر ،تفسیر صغیر اور کچھ غیر ملکی مصنفوں کی انگریزی زبان میں کتب شامل ہیں۔

رمضان کے مہینے کا آپ کو ہمیشہ بہت شدّت سے انتظار رہتا تھا۔ آپ باقاعدگی سے سارے روزے رکھتے ،فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتے ،عید کے دوسرے دن سے آپ چھ نفلی روزے ضرور رکھتے ۔ میں نے کبھی آپکو روزہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 90 سال تھی اور 90 سال کی عمر ہونے کے باوجود آپ نے اس سال بھی سارے روزے رکھے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ چلتے پھرتے ، اٹھتے بیٹھتے قرآن شریف کی آیات کا ورد کرتے ۔ آپ نے بہت چھوٹی عمر میں اپنی وصیت کروالی تھی اور وفات کے وقت آپ کی وصیت 1/3 کی تھی۔

مجھے یاد ہے کہ جب کچھ عرصہ میں نے نصرت جہاں اکیڈمی میں پڑھایا تو Join کرنے کے دوسرے دن ہی آپ نے مجھے کہا کہ اب تم نے نوکری شروع کی ہے تو تمہیں اپنی وصیت کروالینی چاہیئے اور ساتھ ہی رسالہ الوصیۃ بھی دیا، میں نے جب رسالہ پڑھا تو آپ کو کہا کہ میں تو ان شرائط پر پورا نہیں اترتی اور اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتی کہ وصیت کرواؤں تو آپ کہنے لگے کہ تم دُعا کرو اور حضور کو خط لکھو اور میں بھی تمہارے لئے دعا کروں گا لیکن تم نیت کرو اور آگے اللہ تعالیٰ خود ہی ہمت دے دے گا۔

چندوں کی ادائیگی کے معاملے میں بھی آپ بہت آگے تھے۔ آپ اپنے والدین کا اور میری والدہ مرحومہ کا چندہ باقاعدگی سے دیا کرتے تھے۔ میری بیٹی اَور میری بہن کے بچوں کی خوش نصیبی ہے کہ آپ اُن کا بھی چندہ دیا کرتے ۔ میری دادی جان مرحومہ بتاتی تھیں کہ اکثر اوقات آپ اپنی پوری تنخواہ چندوں میں دے آیا کرتے تھے اور گھر میں اتنی تنگی ہوتی کہ کھانے کو بھی کچھ نہ ہوتا۔ میری دادی جان ذیابیطس کے مرض میں مبتلا تھیں۔ محترم دادا جان نے بیماری کی حالت میں اُن کی بے انتہا خدمت کی۔ آپ کے بچے ربوہ سے باہر رہائش پذیر تھے اور بچوں کے اصرار کے باوجود آپ ربوہ چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے، ایسے میں دادا جان نے نہ صرف یہ کہ اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھایا بلکہ اپنی اہلیہ کی دیکھ بھال بھی کی، بیماری کی حالت میں آپ انہیں نہلایا بھی خود کرتے تھے۔ ہم تین بہن بھائی 1990 میں امریکہ اپنے والدین کے پاس آئے اُس سے پہلے تینوں کی پرورش دادا جان اور دادی جان نے کی۔ دادی جان چونکہ بیمار رہتی تھیں اسلئے آپ نے کام کرنے والی عورت رکھی ہوئی تھی لیکن کھانا آپ خود پکانا پسند کرتیں اور کہتی تھیں کہ میں اپنے بچوں کو اپنے ہاتھ کا ہی پکا کر کھلاؤں گی۔ مجھے یاد ہے کہ گرمیوں کے دنوں میں آپ صحن میں ناشتہ تیار کرتیں اور دادا جان آٹا اور ناشتے کے دیگر لوازمات وغیرہ لا کر باہر رکھتے اور پھر آواز دیتے کہ آجائیں اور ناشتہ تیار کرلیں۔ اسی طرح شام کی چائے بھی خود تیار کرتے ۔ گھر کے کام کر کے خوشی محسوس کرتے اور کبھی کوئی آپ کو کہتا کہ آپ تو عورتوں والے سارے کام ہی کر لیتے ہیں تو جواباً ہنس پڑتے اور کہتے کہ میں تو عام سا بندہ ہوں اور رسول کریمؐ کی سنت اختیار کرنے کی حقیر سی کوشش ہی کر سکتا ہوں۔

اپنی شادی کے حوالے سے کچھ دلچسپ باتیں بھی آپ نے بیان کیں۔ آپ

کہتے تھے کہ میری شادی مولوی شیر علی صاحب نے کروائی تھی۔آپ بیان کرتے تھے کہ تمہاری دادی کا تعلق ایک امیر گھرانے سے تھا اور ہم لوگ مالی لحاظ سے اُن سے بہت کم تھے۔آپ کہتے تھے کہ جب میرے سُسر مجھے دیکھنے کیلئے آئے تو میں شرم کی وجہ سے چُھپ گیا اور اُن کے سامنے نہیں آیا خیر آپ کے سُسر شیخ مولا بخش جو کہ مُڈھ رانجھا میں رہائش پذیر تھے نے کہا کہ اَب لڑکا تو سامنے نہیں آیا تو میں پھر کسی اور وقت حاضر ہو جاؤنگا اور واپسی کیلئے ٹرین پکڑی۔آپ کہتے ہیں کہ مجھے بھی کسی کام کے سلسلے میں قادیان سے باہر جانا پڑا تو میں بھی ٹرین میں سوار ہو گیا اور دیکھا کہ ایک بزرگ اپنا بستر لے کر ٹرین میں رکھ رہے ہیں میں نے اُن کے ہاتھ سے بستر لے کر ٹرین میں رکھ دیا، دُعا سلام کے بعد اُنہوں نے مجھ سے تعارف چاہا اور جب میں نے اپنا نام بتایا تو وہ چونک گئے اور میرے والد کا نام پوچھا، میرے نام بتانے پر وہ بزرگ کہنے لگے کہ گھر جا کر اپنے والد صاحب کو کہنا کہ مجھے منظور ہے۔اس طرح آپ کی شادی میری دادی جان سے ہوئی۔دادی جان اور آپ کی طبیعتوں میں کافی فرق تھا۔آپ انتہائی حلیم اور نرم مزاج تھے جبکہ دادی محترمہ کسی حد تک سخت مزاج تھیں لیکن اس کے باوجود آپ اپنی اہلیہ کی بے انتہا عزت کرتے، آپ کہا کرتے تھے کہ تمہاری دادی نے شادی سے پہلے بہت خوشحالی کی زندگی گزاری اور شادی کے بعد انہوں نے میری انتہائی کم تنخواہ میں گزر بسر کی۔

مجھے یاد ہے کہ میری شادی کے کچھ دن بعد آپ نے مجھے بلوایا اور 500 ڈالر دیئے اور پوچھا کہ اب تم ان پیسوں کا کیا کرو گی۔میں نے کہا کہ سوچوں گی تو آپ کہنے لگے زیور کپڑے تو تم نے بہت بنا لئے ہیں اب میرا مشورہ مانو تو ان پیسوں سے اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کر دو اور اس کے ساتھ ہی مجھے فارم پُر کرنے کیلئے دیا اَور کہا کہ اگر تم نے نیت کر لی ہے تو ابھی یہ فارم پُر کر کے مجھے دو، سو میں نے ایسا ہی کیا۔اسی طرح مجھے یاد ہے کہ آپ مسجد کیلئے چندہ اکٹھا کر رہے تھے تو مجھے کہنے لگے کہ ہم اپنے ٹارگٹ سے 4 ہزار روپے کم ہیں، اب یہ پیسے تم دو، میں نے کہا کہ میرے پاس تو اس وقت صرف دو ہزار ہیں۔آپ یہ لے لیں تو کہنے لگے کہ نہیں گھر جاؤ اور اپنی والدہ (ساس) کو کہو کہ دو ہزار وہ دیں۔اسی طرح آپ کا معمول تھا کہ اکثر اوقات نظارت تعلیم اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں پیسے دیا کرتے تھے اور مجھے ہمیشہ اس میں شامل کیا کرتے۔آپ اتنے پیارے انداز سے بات کرتے کہ آپ کی بات دل میں گھر کر جاتی۔اسی طرح جب بھی جماعت کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی تو آپ کہتے کہ جتنا تعاون مالی قربانی میں عورتیں کرتی ہیں، انہوں نے مردوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔آپ میں بچت کی عادت بہت تھی۔مجھے یاد ہے کہ آپ کی اور میری اکثر اس بات پر بحث ہوتی کہ ربوہ میں رہائش کے دوران آپ گرمیوں میں پنکھا بند کر کے بیٹھ جاتے اور ادھر میں پنکھا چلاتی اور کمرے سے باہر نکلتی، تھوڑی دیر بعد آپ پھر پنکھا بند کر دیتے اور میرے لڑنے پر آپکا ہمیشہ کی طرح یہ جواب ہوتا کہ سر ظفر اللہ خان صاحب ہمیشہ صابن کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے نیا صابن بنا لیتے اور کہتے کہ میں صابن ضائع نہیں ہونے دیتا۔اس چھوٹی سی بچت سے میں کتنے ہی طالبعلموں کی مدد کر سکتا ہوں۔اسی طرح آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مثال دیتے کہ حضورؒ فرماتے ہیں کہ میں نہاتے وقت جب جسم پر صابن لگاتا ہوں تو پانی بند کر دیتا ہوں، اسی طرح ٹوتھ برش کرتے ہوئے بھی یہی اصول اپناتا ہوں تاکہ پانی ضائع نہ ہو۔آپ کہتے تھے کہ حضورؒ یہ باتیں اس لئے بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں ان عادتوں کو اپنائیں، اسی طرح میں نے کبھی آپ کو بچا ہوا سالن یا روٹی ضائع کرتے نہیں دیکھا۔رات کی بچی ہوئی روٹی بھی آپ پانی میں نرم کر کے کھا لیتے۔

بچوں سے آپ کو بے انتہا محبت تھی۔گول بازار اور ارد گرد کے سب بچے آپ کو دادا ابو اور مربی صاحب کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔آپ کا شروع سے یہ طریق رہا کہ جب بھی کوئی بچہ آپ کو سلام کرتا، آپ اس کو پانچ روپے کا نوٹ دیتے اور بچے کا حال پوچھتے۔گھر میں بھی ہر وقت کوئی نہ کوئی بچہ آپ سے ملنے آیا ہوتا۔اکثر میں چڑ کر کہتی کہ بچے صرف آپ سے پیسے بٹورنے کیلئے بار بار آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ ہنس پڑتے اور کہتے کہ اب تم جو

مرضی کہو، میں جانتا ہوں کہ بچے مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ رمضان شروع ہوتے ہی آپ کوفکر شروع ہو جاتی کہ بچوں کو عید پر نئے نوٹ دینے ہیں۔اس لئے رمضان کے شروع ہوتے ہی آپ بنک سے نئے نوٹ لیتے اور بچوں کیلئے علیحدہ رکھ دیتے۔آپ کہتے تھے کہ میرے پر یہ خُدا کا خاص فضل ہے کہ ربوہ کے لوگ مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ اب اکیلے ربوہ میں رہنا مشکل ہے میرا دل ربوہ اور اُس کے لوگوں میں بستا ہے۔

آپ کی وفات سے نہ صرف میری زندگی میں ایک بہت بڑا خلاء پیدا ہو گیا ہے بلکہ اُن تمام لوگوں کی زندگیوں میں بھی جو کسی نہ کسی طرح آپ سے وابستہ تھے۔

وہ سفید پھولوں سی اِک دُعا، میرے ساتھ ساتھ رہی سدا
یہ اُسی کا فیض ہے بارہا میں بکھر بکھر کے سنور گیا

آپ کا معمول تھا کہ آپ صبح فجر کے وقت گھر گھر جا کر نماز کیلئے جگاتے۔ آپ کہتے تھے کہ میری پوری کوشش ہوتی ہے کہ نماز چھوٹی پڑھاؤں تا کہ لوگ خوشی سے نماز پڑھنے آئیں اور اس خیال سے کہ نماز لمبی ہے اور کاروبار متاثر ہوتے ہیں، نماز نہ چھوڑیں۔آپ اکثر اوقات کہتے کہ شاید میں ضعیفی کی وجہ سے ربوہ چھوڑ کر چلا جاتا لیکن محترم مکرم منظور باجوہ صاحب جو کہ آپ کے ہمسائے تھے اُن کی اہلیہ محترمہ اور بچوں کی محبت اور خدمت نے مجھے باندھ رکھا۔آپ کہتے تھے کہ انہوں نے ہمسائیگی کا حق ادا کیا اور میری بہت خدمت کی۔اللہ تعالیٰ مکرم محترم منظور باجوہ صاحب اور اُن کے اہل وعیال کو جزائے خیر عطا کرے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے، آمین۔

آپ کی ایک خاص خوبی یہ تھی کہ آپ ہر شخص کی ذہنی سطح کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اُس سے بات کرتے۔آپ میں بے انتہاء عاجزی تھی۔اس کے باوجود کہ آپ کی ذات دینی اور علمی معلومات کا خزانہ تھی، آپ نے کبھی اپنی علمی قابلیت دوسروں پر جھاڑنے کی کوشش نہیں کی، یہی وجہ تھی کہ خصوصاً بچے اور جوان آپ کو اپنا دوست تصور کرتے اور خوش دلی سے آپ کے پاس بیٹھنا پسند کرتے۔

آپ 31دسمبر 2007 کو صبح پونے سات بجے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ وفات کے وقت آپ کی 1/3 کی وصیت تھی۔آپ کی وفات کی اطلاع سُن کر آپ کے دوست محترم عبدالماجد صدیقی صاحب جو کہ کینیڈا میں مقیم ہیں، انہوں نے آپ کا جنازہ غائب پڑھایا۔اسی طرح آپ کے بھانجے محترم امجد طارق صاحب جو کہ آسٹریلیا میں مقیم ہیں، اُنکی درخواست پر نائب امیر جماعت آسٹریلیا نے بھی آپکی نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپکے چھوٹے بھائی مکرم ضیاء الدین صاحب جرمنی میں مقیم ہیں۔آپ کی چھوٹی بہن Pennsylvania میں مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بہن بھائی کو لمبی عمر اور صحت والی زندگی عطا کرے، آمین۔

آپ کے سب سے بڑے بیٹے مکرم امیر الدین صاحب لاس اینجلس میں مقیم ہیں اور اللہ کے فضل سے 1983 سے سیکرٹری مال کی حیثیت سے جماعت کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔آپ کے دوسرے بیٹے کیپٹن ڈاکٹر رشید الدین صاحب ضلع اوکاڑہ کے ایک چک L 552 کی جماعت کے صدر ہیں۔آپ کی سب سے چھوٹی بیٹی مکرم نصر اللہ باجوہ صاحب مرحوم کی بہو ہیں۔اس مضمون کے توسط سے میں اُن تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے مجھ سے اور میرے اہلِ خانہ سے بذریعہ فون، خطوط اور گھر آ کر تعزیت کی۔اللہ تعالیٰ تمام مخلصین کو جزائے خیر عطا کرے، آمین۔اور نئی نسل کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ جنت میں آپ کو اعلیٰ مقام عطا کرے، آمین۔

☆......☆☆......☆☆......☆☆......☆☆......☆

# خداوالوں نے برلن میں جواک مسجد بنائی ہے

مبارک احمد ظفر

خدا والوں نے برلن میں جو اک مسجد بنائی ہے
جو کی تھی اشکباری کل وہی یہ رنگ لائی ہے

جو برسوں پہلے آباء نے ہمارے خواب دیکھے تھے
بفضل اللہ انہی خوابوں نے یہ تعبیر پائی ہے

یہ سرچشمہ ٗ محبت ، آشتی و امن کا ہوگی
اُجالا ہی اجالا اور اس میں روشنائی ہے

مبارک اہلِ برلن ہو گھڑی یہ خوش نصیبی کی
کہ اب یہ ارضٗ خانہء خدا سے جگمگائی ہے

جو اس کے گنبد و مینار سے اب نور پھوٹے گا
اسی سے ہی ضلالت کے اندھیروں سے رہائی ہے

سنو لوگو خدا کے گھر سے جو پرخاش رکھتے ہو
اسی گھر میں تمہاری اور نسلوں کی بھلائی ہے

یہ گھر اللہ کا ہے وہ اسے آباد کردے گا
فقیروں نے تو اس کے نام کی دھونی رمائی ہے

ہم اہل اللہ کو اللہ نے مسرور بخشا ہے
ہمیشہ ساتھ اس کے تائیدونصرت خدائی ہے

ظفرؔ اس کی قیادت میں ہم آگے بڑھتے جائیں گے
محمدؐ کی غلامی میں زمانہ لے کے آئیں گے

# مسجد بیت الہادی

حلیمہ لطیف ملک مرحومہ

جماعت میں یہ چرچا تھا کہ مسجد اِک بنانی ہے
خدا کا گھر بنا کر یوں صلیب ہم نے گرانی ہے

دعائیں کر رہے تھے خدایا تُو مدد کردے
کہ مسجد اک بنانے کو تو اچھی سی جگہ دے دے

خدا کا شکر ہے اللہ نے سن لیں یہ دعائیں سب
پسند آئیں خدا کو تب ہماری یہ ادائیں سب

بحمداللہ خدا کے فضل سے تو مل گئی ہم کو
مبارک باد ہو سب کو کہ مسجد مل گئی ہم کو

دعا کرتی تھیں اماں جانؓ بھی سب غور فرمائیں
''الٰہی مسجدیں آباد ہوں گرجائیں گرجائیں''

خدا نے سن کے اماں جانؓ کی ساری دعاؤں کو
قبولیت کا درجہ دے دیا ان کی نواؤں کو

جو گرجے تھے خدا کے فضل سے وہ بن گئے مسجد
بجائے تین کے وہ اک خدا کے بن گئے معبد

مبارک اے خدا کے گھر کہ تجھ میں وہ ''جری'' آیا
وہ بیٹا ''اُمِّ طاہرؒ'' کا وہ پیارا ''طاہر'' آیا

تجھے بھی یاد تو ہوگا خوشی کے اس سہانے دن
تیرے فرشِ حسین کو چھونے اُس نرالے دن

مسیحا کے خلیفہ نے قدم رنجہ تھا فرمایا
تیرا افتتاح کرنے کو خدا اُن کو تھا لے آیا

وہ آئے وقت جب کہ حضرتِ مسرور بھی آئیں
اور اُن کو دیکھ کر خردوکلاں مسرور ہوجائیں

خدا حافظ اے پیارے گھر کہ یاں سے جارہی ہوں میں
تیری یادوں کو اپنے ساتھ لے کر جارہی ہوں میں

☆......☆☆......☆☆......☆
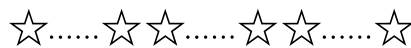
تبصرہ کتب ۔ کتب نما

# میزانِ شناسائی

نام کتاب: میزانِ شناسائی (شعری مجموعہ)
شاعر : صادق باجوہ
صفحات: ۱۳۱
مطبع : نور پبلی کیشنز، نزد عید گاہ، کارول باغ، دہلی.....۵

صادق باجوہ کا تعلق پاکستان سے ہے لیکن گزشتہ دو عشروں یا ان سے کچھ زیادہ سے امریکہ کے شہر بالٹی مور میں مقیم ہیں۔ امریکہ میں رہنے کے باوجود پاکستان سے ان کا رشتہ استوار ہے۔ وہ وطن کی محبت سے سرشار ہیں۔ ہجرت کے کرب سے دوچار ہیں۔ اپنے دل میں پوری انسانیت کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ باضمیر اور حساس ہیں۔ اپنے وطن سے اتنی دُور رہ کر بھی اُردو شاعری کی زلفِ گرہ گیر کے اسیر ہیں۔ اور تا حال غزل کی زلفیں سنوارنے میں منہمک ہیں۔ وہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں مگر ان کے مجموعہ کلام میں پچاس غزلوں کے علاوہ ایک دعا، ایک حمد، تین نعتیں اور ایک نظم ''انانیت'' شامل ہیں۔ رباعیات وقطعات برائے نام ہیں۔ شعروسخن سے ان کی طبیعت نہایت مانوس ہے۔ روایات کی پاسداری ان کے یہاں سلیقے سے نظر آتی ہے۔ کہیں بھی بے جا جدّت پسندی کا مظاہرہ نہیں۔ وہ رنگِ قدیم کے دلدادہ ہیں۔ ان کے شعروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب اسلام سے ان کا تعلق نہایت عمیق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزل کے اشعار میں بھی حمدیہ اور نعتیہ رنگ فکری اور اسلوبیاتی دونوں سطح پر ملتا ہے۔ ان کی شاعری مجموعی طور پر مقصدی ہے۔ انسانیت اور اخلاق کی تعلیمات ان کے اشعار میں نمایاں ہیں۔ اس امر کی تصدیق اس شعر سے ہو جاتی ہے جس کے ایک ٹکڑے کو انہوں نے کتاب کا عنوان بنایا ہے اور اس کے توسل سے پوری انسانیت سے شناسائی و ہمدردی کی خواہش ظاہر کی ہے:

بانٹیں دکھ پائیں سکوں امن و اماں ہو ہر سُو
عرصہء دہر ہو میزانِ شناسائی کی

اس سلسلے میں وہ خود کہتے ہیں:

''یہ شناسائی ہماری اپنی شناسائی ہے۔ دکھی اور مصائب میں گھری انسانیت کی شناسائی ہے۔ دوسروں کے دکھ درد بانٹنے کی شناسائی ہے اور دنیا کو امن کا گہوارہ بنانے کے ادھورے خواب کی تکمیل کی شناسائی ہے۔'' (میزان شناسائی صفحہ 7)

دنیا میں رونما ہونے والے ظلم و جبر سے ان کا دل مچل اٹھتا ہے۔ گندی سیاست اور سیاسی دہشت گردی کے وہ بالکل خلاف ہیں۔ حقیقت پسند ذہنیت کے مالک ہیں۔ فکر رجائی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کے قائل ہیں۔ مذہبِ اسلام میں وہ بنی نوع انسان کی نجات محسوس کرتے ہیں جس کا برملا اظہار اپنے اشعار میں کرتے ہیں۔ آج کا انسان تشکیک اور ذہنی کشمکش میں مبتلا ہے۔ لوگ خدا کے بجائے ناخداؤں پر یقین کرنے لگے ہیں جو ان کے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے۔ بقولِ صادقؔ:

سفینہ ڈوب رہا ہے مگر خدا سے نہیں
میں ناخدا سے اُمیدیں لگائے بیٹھا ہوں

وہ زندگی کی شادمانی اور مسرت کے ساتھ اس پہلو پر بھی نظر ڈالتے ہیں جو اداسیوں کا مرقع ہے۔ آلام ومصائب میں وہ چراغ روشن کر لیتے ہیں۔ وہ غمِ روزگار کی ستم ظریفیوں کو محسوس کرتے ہیں۔ اس نظامِ معاشرت سے نالاں ہیں جہاں غریبوں اور ناداروں کی کوئی وقعت نہیں۔ وہ اسلاف کے ورثے کے محافظ ہیں۔ خودنمائی ان کیلئے فریب اور خودشناسی زندگی کی معراج ہے۔ اپنوں کا فریب، انسان کی بےبسی و بےنوائی، بدقسمتی، وفا کی تلاش، نت نئی ایجادات کی نیرنگیوں اور مادیت کے غلبہ کی وجہ سے ان کا دلِ حزیں کسی روحانی سکون کی جستجو میں سرگرداں ہے مگر اس عمل میں وہ گوناگوں تلخیوں کا سامنا کرتے ہیں۔ ان کے ہاں عرقِ انفعال کے تقدس کا تصور جذبہء احتساب کی گواہی دیتا ہے۔ خدا کی بزرگی و برتری، عظمت و کبریائی اور اس کے رحم وکرم کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ نفرت نہیں محبت کے متلاشی ہیں۔ دولت، سطوت، اور نشہء اقتدار کو وہ ہیچ جانتے ہیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ ان کے ہاں موجزن ہے۔ وہ عظمتِ رفتہ کی بازدید کی تمنا کرتے ہیں اور ایک نئی دنیا کا خواب دیکھتے ہیں۔ چند اشعار:

| | |
|---|---|
| نہ جانے کون سی منزل پہ دم نکل جائے | دلِ حزیں پہ محبت کا بار رہنے دے |
| نالے رسا ہوئے تو کبھی بازگشت تھے | کیا کیا جنون و دشت نوردی نے کردیا |
| خود نمائی فریب ہے صادقؔ | خود شناسی کی جستجو کرلیں |
| مرقدوں پہ چراغ جلتا رہا | مفلسوں کا دیا بجھا ہی رہا |
| آئینہ تو واقفِ اسرار تھا | ہر حقیقت برملا کہتا رہا |
| جب خودی کا خمار ہوجائے | خودسری راہ پر نہیں آتی |
| آہ مظلوم کی جب بھی نکلے | عرش تک حشر بپا ہو جائے |
| بے چینیاں سمٹ کے نگاہوں میں آگئیں | منظر کسی کی آنکھ کا کتنا اُداس تھا |

صادقؔ باجوہ کی شاعری میں کلاسیکی روایات شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ ان کے تخیلات رومانی شعروں میں بھی اپنے وجود کا پتہ دیتے ہیں۔ اس قبیل کے چند اشعار:

| | |
|---|---|
| کتنی موہوم امیدوں کو سجا رکھا ہے | طاقِ دل میں تیری یادوں کا دِیا رکھا ہے |
| عمر گزری ہے مگر خود سے جدا کر نہ سکے | بھولنے والے تیری یاد میں کیا رکھا ہے |

کلاسیکی شعراء کے کلام کا مطالعہ کیا اور اپنی فکر کی قندیل روشن کی جس کی کرنیں محبت، سلامتی اور عالم گیر تحفظ کا پیغام دیتی ہیں۔ صادقؔ باجوہ کا یہ پہلا شعری مجموعہ پوری انسانیت کیلئے دردمندی کے پیغامات لے کر جلوہ گر ہوا ہے۔ امید ہے اس کی پذیرائی ہوگی کیونکہ اُردو کی نئی بستیوں میں جعلی شعرا جس طرح دندناتے پھر رہے ہیں وہاں اس جینوئن شاعر کا کلام اپنی معنویت سے متاثر کرتا ہے۔ کتاب 131 صفحات پر مشتمل ہے۔ طباعت معیاری اور دیدہ زیب ہے۔ کتاب میں ڈاکٹر حامد اشرف، جمیل الرحمٰن، باقر زیدی، سلطان جمیل نسیم اور اکرم ثاقب کی آراء بھی شامل ہیں۔

# ماہِ دسمبر اور جنوری کی وجہ تسمیہ

لاطینی زبان میں لفظ دسمبر کے معنی ہیں 'دسواں'۔ 'دسمبر' رومن کیلینڈر کا دسواں مہینہ مانا جاتا تھا جبکہ اس کے بعد سردی کا وہ عرصہ جس میں کوئی زرعی پیداوار نہیں ہوتی تھی' کسی نام سے موسوم نہیں تھا۔ سال کا آغاز مارچ کے مہینے سے ہوتا تھا بعد میں شاہِ روم دوم Noma Pompilius نے 700 B.C میں اس عرصہ کو دو حصوں یعنی ماہِ جنوری (30 days) اور ماہِ فروری (29 days) میں تقسیم کیا۔ ماہ فروری کے بعد ایک اضافی مہینہ Intercalendar کے نام سے تھا جو بعد میں ختم ہو گیا لیکن اس کی وجہ سے آج بھی ماہِ فروری میں ہر چوتھے سال Leap-Year Day ہوتا ہے۔ شمالی کرۂ ارض پر دسمبر کے دن مختصر ترین ہوتے ہیں جبکہ جنوبی کرۂ ارض پر یہی مہینہ سب سے لمبے اور روشن دن والا ہوتا ہے۔

جنوری کا نام رومیوں کے دیوتا جینس کے نام پر رکھا گیا۔ اس عقیدہ کے مطابق اس دیوتا کے دو سر تھے جن سے بیک وقت آگے اور پیچھے دیکھ سکتا تھا۔ اہلِ روم نے اس دیوتا کا ایک شاندار معبد تعمیر کر رکھا تھا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس دیوتا کی پرستش صرف جنگ کے دنوں ہی میں کی جاتی تھی۔ امن وامان کے زمانے میں اس معبد کے دروازے بند رہتے تھے۔ اس کے علاوہ اہل روم کوئی کام شروع کرنے سے پیشتر اس دیوتا کے حضور منت مانتے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جینس دیوتا کے حضور میں منت ماننے سے ہر کام بخیر و بخوبی پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔ رومیوں کے خیال میں یہ دیوتا پہلے آسمان کا دربان بھی تھا۔ چنانچہ عام طور پر لوگ اپنے گھروں کے دروازوں کی حفاظت کیلئے اسی دیوتا سے دعائیں مانگتے تھے۔ کئی صدیوں تک جنوری سال کا گیارہواں مہینہ رہا۔ 46 قبل مسیح میں جولیس سیزر نے جنوری میں ایک دن کا اضافہ کیا اور اسے سال کا پہلا مہینہ بنا دیا۔ تب سے اب تک یہ مہینہ اپنی یہ حیثیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔

# ماں کا سایہ

ندیلہ تالپور

یہ آنکھیں تجھ بِن روتی ہیں
بے دَرد اُداسی بوتی ہیں
پھر ان کا پانی خشک ہوا
پھر یادوں کو سیراب کیا
کچھ انجانے سے لمحوں میں
بے لوث و مُشفق ممتا کا
دُکھ میں بھی چہرا کھلتا تھا
سائے سے چین سا مِلتا تھا
وہ ہر اُلجھن سُلجھاتی تھی
دکھ درد میں بھی سُکھ پاتی تھی
اب جیون کی اُلجھی ڈوری
تکتی ہے مشفق ہاتھوں کو
وہ ہاتھ جو میرے جیون کی
ہر رات سویرا کرتے تھے
بے نام اداس سے لمحوں کے
در پر دل دستک دیتا ہے
اک ٹیس سی چُبھتی ہے ہر آں
احساس کے تاروں کو چُھو کر
بے چین سی رکھتی ہے ہر آں
ممتا کا روشن تارا تھا
جو چھوڑ کے مجھ کو جا بھی چکا
وہ دل سے مجھ کو پیارا تھا
وہ میرا ایک سہارا تھا
وہ میٹھا ٹھنڈا سایہ تھا
ہر زخمی دل کا پھایا تھا
ہر دکھ جس نے اپنایا تھا
وہ میری ماں کا سایہ تھا